ترجمہ اردو رسالہ فیض

موسومہ بہ



فیض الحقیقت

تصنیف لطیف

قدوۂ محققان، زبدۂ کاملان، مؤید الاحسان، کشورِ سلطنتِ عاشقان

قطب الارشاد سیدنا مولوی محمد عبدالحق مخدوم چشتی المعروف بہ دستگیر ساوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

مولوی سید ابرار صابری مجیبی مخدومی نظامی راہیؔ

ابن سید شاہ عظیم الدین الملقب بہ امین اللہ شاہ شان نورانی صابری چشتی قادری

ناشر

بیت العرفان

حیدرآباد دکن، تلنگانہ، الہند

بنام آں کہ او نامے ندارد
بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

پی کر شراب کہنہ خوش خواب رات دیکھا ساجن قدیم اپنا' ہے اپنے سات دیکھا
نیں کس وجود ہے بس ہستی دکھا کے اپنی ہے فیض سب اسی کا کثرت میں ذات دیکھا

ترجمہ اردو رسالہ فیض

موسوم بہ

فیض الحقیقت

تصنیف لطیف

قدوۂ محققان زبدۂ کاملان مؤید الاحسان کشور سلطنت عاشقان
قطب الارشاد سیدنا مولوی محمد عبدالحق مخدوم چشتی قادری المعروف بہ دستگیر ساوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تقدیم، تبویب، تحقیق، تخریج، تنقیح و تصحیح
مولوی سید ابرار صابری مجیبی مخدومی نظامی راہیؔ
ابن سید شاہ عظیم الدین الملقب بہ امین اللہ شاہ شان نورانی صابری چشتی قادری

ناشر
بیت العرفان حیدرآباد دکن تلنگانہ الہند

تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	فیض الحقیقت (ترجمہ اردو رسالہ فیض)
مؤلف	:	قطب مدراس عبدالحق مخدوم ساوی رحمہ اللہ العالی المعروف بہ دستگیر ساویؒ
مترجم	:	مولوی سید ابرار صابری نظامی راہیؔ (فاضل جامعہ نظامیہ)
سنہ اشاعت	:	23/جون 2025ء مطابق ۲۶/ذی الحجہ 1446ھ
بہ موقع	:	53واں سالانہ عرس سراپا قدس حضور زبدۃ السالکین الحاج سید شاہ صابر حسینی الملقب بہ اللہ نما شاہ مجیبی رحمہ اللہ
صفحات	:	104
ناشر	:	بیت العرفان، حیدرآباد، تلنگانہ۔ الہند
مطبع	:	اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار حیدرآباد

...... ملنے کا پتہ ......

بیت العرفان

حیدرآباد دکن تلنگانہ الہند ۵۰۰۰۰۵

فون نمبر: 8074975492 || 7780690332

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین

عکس آں نورست کایں ناں شدہ است
فیض آں جانست کایں جاں شدہ است

(مولوی معنوی، دفتر چہارم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

مردی زکنندۂ درخیبر پرس

بہادری کی بات خیبر کا دروازہ اکھاڑنے والے سے پوچھ

اسرار کرم زخواجۂ قنبر پرس

کرم وعنایت کے اسرار قنبرؓ کے آقا (حضرت علیؓ) سے پوچھ

گر تشنہ فیض رحمتے اے حافظؔ

اے حافظؔ اگر تو فیض رحمت کا پیاسا ہے

سرچشمہ آں زساقی کوثر پرس

اس کو سرچشمہ کوثر کے ساقی سے پوچھ

(حافظ شیرازیؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ (۱)

الحمدللہ الاول الآخر الظاھر الباطن بذاتہ و صفاتہ
و الصلوٰۃ و السلام علی مھبط انوارہ و مظھر الاتم بتجلیاتہ محمد
سیّد الموجودات و معلوماتہ و علی صحبہ المرشدین الاکملین و ذریاتہ

جمیع محامد و سپاس، بے تکیف و بے قیاس اس رب تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے کہ جس نے اس ساری کائنات کو محض اپنے جود و سخا، فضل وعطا، فیض و رضا سے کتم عدم سے باغ ارم ہستی میں جلوہ افزا فرمایا، اور درود انحد اور صلاۃ وسلام سرمد ہو اس کے حبیب مکرم نور مجسم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جن کو حق تعالیٰ نے فیض رسان عالم بنا کر مبعوث فرمایا اور ساتھ ہی ان کی آل و اصحاب وعترت پر کہ جنہوں نے سارے عالم میں حق تعالیٰ کی حقانیت اور اللہ رب العزت کی الوہیت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت اور پیغام ورسالت کا ڈنکا بجادیا۔ امابعد!

یک قصہ بیش نیست غم عشق و ایں عجب
از ہر کسے کہ می شنوم نا مکرر است [۲]

---

[۱] یہ مقدمہ دو ابواب پر مشتمل ہے؛ (۱) پہلا باب حضرت مؤلف علام رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے، (۲) دوسرا باب رسالہ فیض کے متعلق چند ضروری مباحث پر مشتمل ہے۔ خاتمہ حسب مصلحت ترک کردیا گیا ہے۔

[۲] (دیوان حافظ) ترجمہ: غم عشق کا مضمون قصہ ایک ہی ہے کچھ زیادہ نہیں لیکن اس کے ایک ہونے کے باوجود بھی یہ بات بہت تعجب خیز ہے کہ کسی بھی شخص سے اس ایک ہی قصہ کو میں سنتا ہوں تو معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اس میں کوئی تکرار نہیں بلکہ ہر آن جدت وتازگی اور ندرت ووارفتگی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ (مترجم)

علوم تصوف اور راہ حقیقت کے دقائق وحقائق پر کئی مردان حق واہل حقیقت نے خامہ فرسائی فرمائی ہے اور ہر ایک نے اپنے علاقائی ماحول اور عوام کی بساط واہلیت کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان اسرار ناگفتہ بہ کو ضبط تحریر میں لا کر اس کے ذریعہ کئی تشنگان کے پیالوں کو بھر کر فقط سیراب نہ کیا بلکہ مست وبیخود اور خود رفتہ بنا کر اس خالق کل اور موجود حقیقی سے ہر ایک کا رابطہ جوڑ دیا۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

گرچہ کہ اسرار ومعارف، حقائق ودقائق کا باب تحریر وتقریر کے اظہاری پیرایوں سے بلند و بالاتر ہے لیکن کسی بھی شئے کے خفیہ تر ہوجانے پر اس کے اسرار پر مطلع دعوی داروں کی کثرت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے جس کی بنیاد فقط وہم اور گمان بنتی ہے اور سادہ لوح لوگوں تک ان اوہام کی رسائی صورت ایقان اختیار کر لیتی ہے سو اہل حق پر لازم وضرور ہوا کہ ان اسرار ومعارف کے چند و چنندہ گوشوں سے لوگوں کو اطلاع بخشیں جس کے ذریعہ اصل حقائق وعلوم عوام کے روبرو ظاہر ہو اور یہ کار فقط اہل حق اور اہل خانہ عشق ہی کر سکتے ہیں اور کئے ہیں، بفحوائے

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

چنانچہ کئی سلاسل اور کئی بزرگان نے سینکڑوں کتابیں علم تصوف کے موضوع پر منصۂ شہود پر لائیں، جن میں کہ سلسلہ بندہ نوازیہ گو یہ طرۂ امتیاز نشان اختصاص حاصل ہے کہ اس سلسلہ نے میدان معرفت کے ادق و باریک تر موضوعات کو آہنگ حرفیت سے نوازا بیشک وہ مضامین اسرار ومعارف ان حروف والفاظ کے پیراہن میں آکر بھی اپنی

اصل شناخت وحقیقت سے بیگانہ نہیں ہوئے بلکہ اپنی آب وتاب کے ساتھ ''من کتاب بے نیست چیزے دیگرم'' کہہ اٹھے۔حضرت بندہ نواز رحمہ اللہ کا خود فرمان ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے مجھ پر یہ خاص فضل فرمایا ہے کہ میں اسرار و معارف جیسے بلند پایہ مضامین کو حروف واصوات سے ادا کر سکتا ہوں۔خود حضرت بندہ نواز رحمہ اللہ نے سو 100 سے زائد کتب علوم تصوف و معارف پر زیب قرطاس فرمائی۔غرض اسی سلسلہ طریقت میں کثرت سے تالیف وتصنیف کتب و رسائل تصوف کا رجحان ہمیں ملتا ہے جس پر کئی تاریخی شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں۔

باب اول

(تذکرۂ حضرت ساویؒ)

قطب مدراس شیخ حضرت شاہ محمد مخدوم عبدالحق دستگیر ساوی بیجاپوری ثم مدراسی چشتی قادری علیہ رحمۃ اللہ الباری کا تعلق اسی سلسلہ بندہ نوازیہ کی ایک کڑی جو حضرت بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ الممتاز کے شہر گلبرگہ سے ہوتی ہوئی شہر بیجاپور میں حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق قدس سرہ تک پہنچتی ہے اور آپؒ سے حضرت ساویؒ کے شیخ و مرشد حضرت شاہ ناصرالدینؒ تک کہ جن سے حضرت مخدوم عبدالحق دستگیر ساویؒ نے اکتساب فیض و عرفان کیا ہے، اور مقام ''قطبیت ومحبوبیت'' پر نہ صرف خود فائز ہوئے بلکہ اپنے وابستگان کو بھی ان بلندترین مراتب سے آگاہ وآشنا فرمایا۔مع القصہ یہ کہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز شہباز بلند پرواز عالم راز قدس سرہ الممتاز سے حضرت ساویؒ تک درمیان میں بے بزرگان واسطہ ہوتے ہیں۔بایں تفصیل کہ حضرت شاہ ناصرؒ حضرت شاہ دریا محمدؒ کے خلیفہ و

مریداور حضرت شاہ دریا محمدؒ حضرت حاجی اسحاقؒ کے خلیفہ ومریداور حضرت حاجی اسحاقؒ پیررن سنگارخانؒ کے خلیفہ ومریداور پیررن سنگارخانؒ حضرت شہ برہان الدین قطب جانمؒ کے خلیفہ ومریداور حضرت برہان الدین جانمؒ اپنے والد حضرت میراں جی شمس العشاق حسینیؒ کے خلیفہ ومریداور حضرت شمس العشاقؒ حضرت شاہ کمال الدین بیابانیؒ کے خلیفہ و مریداور حضرت شاہ کمال الدین بیابانیؒ حضرت جمال الدین مغربیؒ کے خلیفہ ومریداور حضرت جمال الدین مغربیؒ حضور بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ سے نعمت ارادت وخلافت رکھتے ہیں۔(بحوالہ کتاب ''دستگیر صاحبؒ کے مختصر حالات'' از عبید اللہ، یم۔اے)۔مرزا سخاوت مرحوم نے حضرت ساویؒ کے اس سلسلہ طریق چشتیہ بندہ نوازیہ میں مزید اک اور واسطہ کا ذکر کیا ہے جو کہ حضرت دریا محمدؒ کے پیرومرشد حضرت راج محمدؒ ہیں اوران کے شیخ حاجی اسحاقؒ، سواس ایک واسطہ کا اضافہ سے ۸ واسطوں سے آپ بندہ نواز گیسودرازؒ کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔(رسالہ سخاوت مرزا قادری، صفحہ:٦)۔

خاندانی پس منظر:

حضرت دستگیر صاحب ساوی رحمۃ اللہ علیہ جہاں نسبتاً بندہ نواز شہنشاہِ دکن سے تعلق رکھتے ہیں وہیں وہ نسباً عادل شاہ بانی حکومت عادل شاہی سے منتسب ہیں۔یعنی حضرت دستگیر صاحبؒ کو حق تعالیٰ نے نسبت بھی شہنشاہ دین ودنیا سے عطا کی اور نسب بھی پادشاہی گھرانہ سے عنایت فرمایا۔حضرت کے اس انتساب نسب کا تذکرہ اہل سیر وتاریخ نے آپ کے کوائف وحالات میں فرمایا ہے' جن میں کہ چند ایک حوالے ذیل میں مرقوم ہیں چنانچہ اولاً حضرت کے فرزند محمود ساویؒ رحمہ اللہ کا حوالہ پیش قارئین ہے۔

حضرت حاجی شاہ محمود ساویؒ اپنے صاحبزادہ شاہ حسین ساوی کی خاطر اپنی زندگی

کے مختلف تجربات کو مختلف رسائل میں قلمبند فرما کران کو ایک بیاض کی شکل دی انہی میں سے ایک رسالہ ''دعاءالانبیاء حصول جمیع المدعا'' میں اپنے خاندانی انتساب کی جانب یوں اشارہ فرمایا ہے کہ:

> ''اما بعد می گوید فقیر الی اللہ شاہ محمود ساوی ابن محمد مخدوم ساوی القادری وھو عن اولاد یوسف عادل شاہ ساوی البیجاپوری ابن سلطان مراد و ھو عن اولاد السلطان عثمان الترکمان السلاطین الروم'' (۱)

غرض اس اقتباس سے واضح ہے کہ آپ عادل شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ساتھ اس کے آپ رحمہ اللہ کا مختصر شجرۂ نسب کاوش بدری نے اپنے رسالہ میں کچھ یوں رقم فرمایا ہے:

> ''مخدوم عبدالحق ساوی دستگیر صاحب بن حضرت عبدالنبی آغا بن محمد مخدوم آغا بن ابراہیم عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ۔عادل شاہ سلطنت بیجاپور کا بانی تھا۔''

نیز مرزا سخاوت مرحوم صاحب نے بھی اپنے رسالہ میں حضرت کا شجرۂ نسب چند اسماء کے اضافہ کے ساتھ اسی طرح درج فرمایا ہے ملاحظہ ہو:

> ''محمد مخدوم ابن عبدالنبی آغا ابن محمد مخدوم آغا ابن ابراہیم عادل شاہ اول ابن اسمعیل عادل شاہ ابن یوسف عادل شاہ ابن سلطان مراد ثانی شاہ روم''۔

ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب ملکاپوری نے اپنی مشہور زمانہ تالیف ''محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن'' المعروف بہ ''محبوب التواریخ'' میں حضرت دستگیر صاحبؒ

۱حضرت مخدوم عبدالحق ساوائی القادریؒ عرف دستگیر صاحبؒ کے مختصر حالات' مرتبہ عبیداللہ دیم، اے۔نبیرہ حضرت مولانا شمس العلماء قاضی مفتی مولوی عبیداللہ صاحبؒ، باغ دیوان صاحب، رائی پیٹ۔مدراس، ۱۹۸۴ء، ص: ۴۔

کے آبائی وطن اور نسب کے متعلق کچھ یوں لکھتے ہیں:

''شیخ مخدوم محمد ساوے عرف مخدوم صاحب سوائی آپ قوم مغل سے تھے بعض کہتے ہیں ترکمان سے، آپ کے بزرگ وطن اصلی سے ہند میں وارد ہوئے، قصبہ میلا پور چنیا پٹن میں سکونت پذیر ہوئے، آپ کے تمام بزرگ سپہ پیشہ تھے۔'' (ص: ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹)

عبد الجبار ملکا پوری نے حضرت مخدوم دستگیر رحمہ اللہ کے متعلق ''ترکمان'' سے ہونے کا بھی قول نقل فرمایا ہے سو اس کی تائید و شہادت حضرت ساویؒ کے فرزند شاہ محمود ساویؒ کے مذکور اقتباس سے ملتی ہے، نیز عبد الجبار صاحب نے حضرت ساویؒ کے ساتھ متصل دو نسبتوں کے التزام کا بھی ذکر کردیا ''ساوی'' اور ''سوائی'' کا۔ جیسا کہ ''سوائی'' نسبت کے متعلق ابو رضا سخاوت مرزا مرحوم نے بھی لکھا ہے:

''آپ نے خود کو ''سوائی'' لکھا ہے اور یوسف عادل شاہ خاص طور پر ''سوائی'' سے مشہور تھا۔ (ص: ۳)

سفر در وطن:

ز جور محتسب چوں دور ماندم از رہِ وصلش
ز چاک دل بسوئے یار راہے کردہ ام پیدا

یہ بات متفقہ ہے کہ ''دعوت حق کے لئے دعوت حق ضروری ہے'' یعنی بھٹکے ہوئے راہیوں کو حق کی جانب ''دعوت'' یعنی بلوانے کے لئے اس بارگاہ حق سے ''دعوت'' یعنی بلاوا ضروری ہے، جب تلک اس بارگاہِ ناز سے کشش نہ ہو کوشش ہو ہی نہیں سکتی۔ غرض یہ کہ حضرت دستگیر ساویؒ اپنی عمر کے ساتویں (۷) سال میں پہنچے سو آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ داغ مفارقت دے چکی اور جب کچھ عمر بڑھی حد بلوغ ختم کر چکے تو والد و پدر بزرگوار بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، پس یہی دورانیہ تھا کہ اس نوجوان کے دل میں ان

مجازی پالنہاروں (والدین) کی رخصتی نے حقیقی پالنہار حق تعالیٰ کی طرف میلان ورغبت بڑھادیا۔ اوراس حقیقی محبوب کی تڑپ نے قدموں کوجنبش دی اور پاؤں کوجانب منزل روانہ کیا چند صعوبتیں اور چند ساعتیں بیتیں ہی تھیں کہ ہمت وجذبہ نے آواز دی

گھبرا نہ جا مسافت منزل کو دیکھ کر
دھندلا سا جونشاں ہے وہی سنگ میل ہے

غرض اسی دھن میں اسی فکر میں کئی لیل ونہار نے کروٹ لی اور ایک شب جب آپؒ محوخواب تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شہنشاہ دکن رئیس القلم سلطان العارفین حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز رحمہ اللہ آپؒ کو ایک تلوار اور ایک کٹار عنایت فرمارہے ہیں‘ جس کی تعبیر کچھ یوں ہوئی کہ آپ مبتدعین اور ملحدین کے خلاف شمشیر برہنہ کو تھامے ہوئے برسر پیکار ہوں گے۔

حامی سنت و ماحی بدعت:

چنانچہ یوں ہی ہوا کہ آپ نے اس دور میں مبتدعین‘ ملحدین‘ اہل تشیع اور رفاض کی خوب سے خوب تر سرکوبی فرمائی۔ اور سنیت و بدعیت کے مابین امتیاز فرماتے رہے اور امت کے خسران ونقصان کی وجہ بھی یہی بتلائی چنانچہ حضرت قربیؒ نے ’’ملفوظات ساوی‘‘ میں لفظ نمبر ۱۴ کے آخر میں حضرت کے اس قول کو لکھا ہے کہ

’’الحق کہ دریں ملک بدعت سنت گردیدہ و سنت بدعت شدہ‘ مردم ایں جا راکہ خود از اول ایشاں درد دین نیست‘ بعضے پیراں مزید کردہ الحاد می آموزند و ایں احمقاں در الحاد محکم شدہ انکار شرائع می نمایند۔۔ (ملفوظات ساوی فارسی مخطوطہ ص:۱۵)

(ترجمہ از سخاوت مرزا) مختصر یہ ہے کہ اس ملک میں سنت کی جگہ

بدعت نے لے لی ہے اور سنت بدعت ہوگئی ہے، اس نواح کے لوگوں کو ایک تو پہلے ہی سے اسلام کا درد نہیں ہے، مزید برآں یہ کہ بعض پیروں نے مرید کر کے ان کو الحادی تعلیم دی اور یہ احمق لوگ کفر و الحاد میں پختگی حاصل کر کے شریعت سے انکار کر بیٹھے، اب اگر کوئی شخص ان لوگوں کو اوامر و نواہی کی طرف بلاتا ہے تو یہ اس سے گریز کرتے ہیں۔ **اللھم انا نسئلک العفو و العافیۃ فی الدین و الدنیا و الآخرۃ۔**

تفصیلی واقعہ بیعت وارادت:

حضرت دستگیر صاحب ساویؒ کے سفر الٰہی کے آغاز کے ذکر کردۂ بالا واقعہ کو حضرت قبلہ دستگیر صاحبؒ کے خلیفہ و مرید خاص حضرت شاہ ابوالحسن قربی ویلوری علیہ الرحمہ نے اپنی ترتیب شدہ تصنیف جس میں کہ حضرت قربیؒ نے دستگیر صاحبؒ کے واقعات و ملفوظات اور ارشادات کو جمع کر کر اس کا نام ''ملفوظات ساوی'' رکھا اسی ملفوظات میں اس واقعہ کو تفصیلا ذکر فرمایا ہے:

''لفظ ۴۳: می فرمودند کہ در عنفوان آغاز شباب اتفاق عشق مجازی افتادہ بود دوران ایام عشق۔۔بر من استیلا یافتہ بود کہ بے رؤیت معشوق آرامی و قراری نداشتم بارہا در خاطر میگذشت۔۔۔۔''

(ترجمہ از سخاوت مرزا): ارشاد ہوا کہ ابتدائے جوانی میں مَیں عشق مجازی میں مبتلا ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں مجھ پر عشق کا اس قدر غلبہ تھا کہ بغیر محبوب کو دیکھے کسی طرح آرام و چین پڑتا ہی نہ تھا، بارہا دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اگر کسی روز معشوق کو نہ دیکھوں تو زندگی محال ہو جائے گی، ایک عرصہ تک یہی حالت رہی، ایک شب میں نے عالم

رؤیا میں دیکھا کہ میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کی طرف جا رہا ہوں اور مجھ پر ایک جذبہ طاری ہے اور بلند آواز سے گریہ وزاری کرر ہا ہوں، اس مقام پر دو گنبد ہیں، ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، میں نے چھوٹے گنبد کو تو چھوڑ دیا، جوں ہی بڑے گنبد کی طرف قدم بڑھایا تو دفعتاً ایک آواز آئی، ''آیئے آیئے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ اسی گنبد میں تشریف فرما ہیں'' میں گنبد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو بزرگ نورانی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ کو ایک تلوار اور ایک جمدھری عنایت فرمائی، جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میری حالت عجیب تھی، یعنی یہ کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اور کرنے والے ہیں اور جو باتیں ان کے دلوں میں ہیں سب مجھ پر کشف ہونے لگیں، اور بہت سی عجیب وغریب باتیں جو تحریر سے باہر ہیں میں نے مشاہدہ کیں۔

اس کے کچھ دنوں بعد میں اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی ملاقات کے ارادہ سے نکلا جو بسونت میں رہتی تھیں، جوں جوں میں منزلیں طے کرتا جاتا تھا کشف کم ہوتا جاتا تھا، جس روز کہ میں بسونت پہنچا ہوں کشف بہت کم ہو گیا، اتفاق سے اس روز حضرت قدوۃ المحققین دستگیر شیخ ناصر الدین قدس سرہ یعنی ہمشیرہ صاحبہ کے مرشدان کے مکان ہی میں فروکش تھے، حضرت ممدوح کے چہرۂ مبارک پر جوں ہی میری نظر پڑی کشف و جذب سب کافور ہو گیا، حضرت موصوف اس وقت اپنے ایک مرید سے دنیا میں رؤیت حق کے جواز پر کچھ گفتگو فرما رہے تھے، میں نے بھی اس کلام ہدایت کو سنا اور تعجب سے مؤدبانہ التماس کی کہ حضرت قبلہ کیا حق سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق

سبحانہ تعالیٰ کا دیدار اگر ایک آن بھی عاشق کی نظر سے اوجھل ہو جائے تو اس کا سینہ شق ہو جاتا ہے اور اسی وقت طاہر روح پرواز کر جاتا ہے، مجھ کو اس گفتگو سے نہایت مسرت ہوئی اسی دن شب کو حضرت موصوف کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے مجھ کو ذکر تلقین فرمایا، جس کا ورد میں نے جاری رکھا اس ذکر و شغل سے مجھ کو ایسی لذت حاصل ہوئی کہ لوگوں سے مجھ کو نفرت ہوگئی اور میں نے سب سے ملنا جلنا اور بات چیت کرنا چھوڑ دیا، بس ایک کونہ میں بیٹھا ہوا اپنے ذکر و شغل میں مصروف رہا کرتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد عشق حقیقی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ عشق مجازی دل سے محو ہو گیا۔

گویا آفتاب جمال معشوق حقیقی کے طلوع ہوتے ہی معشوق مجازی کا جلوہ مانند ذرہ محو ہو گیا، تمام اعزہ جو اُس وقت وہاں بسونت میں موجود تھے میری اس حالت زار کو دیکھ کر حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عاجزی و منت کی کہ حضرت اِس کے (میرے) حال پر توجہ فرما کر اتنا تو کیجئے کہ ہاتھ سے نہ جائے پھر ہوش میں آجائے، ارشاد فرمایا کہ میں نے جو کچھ تم کو بتلایا ہے وہی اس کو بھی اگر اس کی یہ حالت ہوگئی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں اور طرح دے گئے۔ چند روز کے بعد حضرت شیخ علیہ الرحمہ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور ارادہ تھا کہ حضرت نماز سے فارغ ہونے کے بعد وعظ فرمائیں، حکمت الٰہی یہ ہوئی کہ نماز کے بعد سوائے حضرت ممدوح اور چند فقراء کے کوئی متنفس وہاں باقی نہ رہا، سب چل دیئے اس کے بعد حضرت نے مجھ سے دو باتیں فرمائیں، جس کا یہ اثر ہوا کہ میری حالت اور دگر گوں ہوگئی اور مجھ پر تمام احوال عالم منکشف

ہو گئے، اس رات کو تو یہی کیفیت رہی مگر علی الصبح مجھ کو ہوش آ گیا، اور
ایسی سنجیدہ باتیں کرنے لگا کہ لوگ تعجب کرنے لگے اور ہر جگہ شہرت
ہو گئی کہ محمد مخدوم کو ہوش آ گیا، دیوانگی جاتی رہی۔''

سبحان اللہ! کس قدر عظیم واقعہ ہے جس کے تئیں کئی جہات عرفانی و توجہات فیضانی کا قافلہ رخت سفر باندھا ہوا ہے۔ حضرت مخدومؒ کے ہوش و خرد کس طرح مرد حق حضرت شاہِ ناصر کی نصرت سے عشق و جنوں کے سانچوں میں ڈھلتے نظر آتے ہیں' ان کی ہوش مندی کس طرح مدہوشی پھر بیہوشی میں بدلتے دکھائی دے رہی ہے۔

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی ملا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جوں دھری تھی تیوں ہی دھری رہی

اہل حق نے اپنے فیضان نظر سے نہ جانے کتنوں قلوب کو حیوانی صفات سے ملکوتی صفات کا حامل بنا دیا اور ان پر اسرار ذات اور حقائق کائنات کا افشاء فرما دیا۔

فاش کر دیتی ہے اسرار حیات
سو دبستاں اک نگاہِ ہوشمند

حضرت ساویؒ کی یہ بیہوشی زبان حال سے یوں گویا تھی کہ۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

واقعہ سے معلوم تو ہوتا ہے کہ حضرت ساوی ہی نے دست ارادت کو کشادہ فرمایا ہے لیکن یہ بات بھی اسی واقعہ میں در پردہ ہے کہ ارادت گو کہ ساویؒ نے کی ہو لیکن ارادہ رب ساویؒ کی جانب سے آیا ہوا تھا' گو حضرت ساویؒ کے قدم جانب منزل رواں تھے مگر ان کی پیچھے صاحب منزل کی قوت کارفرما تھی' گو دیدۂ ساویؒ تھا مگر اس میں دیدنی اور

مکاشفات وتجلیات اس بارگاہِ ناز سے آئے ہوئے تھے۔اے بارالٰہ! ہم پر بھی تیرے اس محبوب بندہ کے طفیل اپنے تجلیات کا شعور عطا فرما، اور ہم کو بیہوشی دنیا اور تیری صفات و ذات کا ہوش عطا فرما اور اپنے دیدار کی لذتوں سے آشنائی عطا فرما۔آمین

حضرت شاہ ناصر رحمہ اللہ کی بارگاہِ ناز میں ساویؒ کا وہ ملتجی ہونا کہ مجھ کو تھام لیں کہ حالت دگرگوں ہونے نہ پائے اس پر شاہِ ناصرؒ کا جواب کہ ''حال او چنیں شد من چہ کنم'' گویا اس جورِ بے التفاتی نے اور بھی دلدادۂ حسن کر دیا۔

خموش حافظؔ و از جورِ یار نالہ مکن

ترا کہ گفت کہ برروئے خوب حیراں باش

لیکن وہ جور وقہر بے موہ ومہر نہ تھا اس میں بھی کچھ نہ کچھ مصلحت تھی کہ اسی حال پر چھوڑا کہ ''رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے'' گو غالبؔ کے معنی اور ہیں ہماری مراد اور۔معشوق کی نظر میں تو عاشق کی ''نظر انداز'' بھی ''انداز نظر'' ہوا کرتی ہے، اس کا نظر پھیر لینا بھی عنایت مفہوم ہوتا ہے۔

پھر وہ منظر کو بھی خوب دیکھو! کہ کچھ ساعتوں بعد شاہِ ناصرؒ کی جامع مسجد میں ارشادی وہ دو باتیں بھی کیا خوب تھی کی جس نے دوبارہ پھر بیہوشی کا سامانِ ہوش کیا بیگانگی کو یگانگی دی بدمستی کو سرمستی میں بدل دیا گویا۔

روزمرہ کا ہے یہ کھیل نصیؔران کے لئے

ایک دو باتوں میں دو چار کو اپنا کرنا

شاہِ ناصرؒ کی تعلیم وارشاد نے حضرت ساویؒ کے احوال پر کچھ یوں نقش چھوڑا کہ وہ زبان حال سے بیقرار کہہ اٹھے۔

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس　　　　ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس

دگر ز منزل جاناں سفر مکن درویش   کہ سیر معنوی و کنج خانقاہت بس

حضرت ساویؒ کی کتب ورسائل:

حضرت ساویؒ کے مؤلفات کی تعداد اہل سیر وتاریخ نے 100 تک بتلائی ہے، مگر چند کتب ورسائل کو امتداد زمانہ اور حوادثات نے ان کے باوجود ظہور پا جانے کے ہنوز شان ثبوتیت سے ان کو راہ نہ دی۔ البتہ اس عدد کے نصف سے زائد کتب اہل دل اور صاحبان بصیرت نے اپنے ہاں ایک قیمتی اثاثہ جان کر محفوظ رکھا، جن کے اکثر اسماء کتب سیر میں ہمیں دستیاب ہیں۔

۞ چنانچہ سخاوت علی مرزا مرحوم نے حضرت کی تصنیفات کی تعداد اپنے ایک رسالہ بنام ''حضرت مخدوم عبد الحق ساویؒ کے مختصر حالات'' (شائع شدہ ۱۹۴۱ء، صفحہ 16) اور ایک مجلہ ''العلم کراچی'' (سنہ ۱۹۵۸ھ جنوری تا مارچ، صفحہ ٦٦) میں شائع شدہ مضمون ''حضرت مخدوم عبد الحق ساویؒ'' میں محمد نجیب صاحب نجیبؔ مدراسی کی مثنوی ''کرامات قادر ولی'' کے حوالہ سے 100 تک بتلائی ہے اور اس مثنوی سے ان اشعار کو درج کیا ہے۔

چونکہ ہستی بحر عرفان و جہان معرفت
کردۂ تصنیف در علم تصوف صد کتاب
بیشک اے مخدوم عالم جملہ تصنیفات تو
گشت مقبول خدا و مرسل عالیجناب

۞ نیز کاوش بدری نے بھی اپنے رسالہ بنام ''قطب مدراس کی علمی، ادبی دینی اور روحانی خدمات'' (شائع شدہ ۱۹۸۳ء، صفحہ نمبر ۱٦) میں حضرت کی تصانیف کے سلسلہ میں ایک ذیلی سرخی ''ایک سو کتابوں کے مصنف'' قائم کرتے ہوئے لکھا کہ:

''موصوفؒ نے اپنے پیر کی صحبت میں علم صحیح کے ذائقہ سے آشنا

ہوکر اپنی فکریات کو نثری اور شعری کتابوں میں جستہ جستہ پیش کیا اور یوں تقریباً ایک سو سے زائد کتابوں کے وہ مصنف بنے۔''

اس کے چند سطور آگے لکھتے ہیں:

''حضرت دستگیر صاحبؒ کی جملہ سو کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب بھی دستیاب نہیں، ان میں سے بعض کتابیں شائع شدہ ہیں اور چند مخطوطات کی شکل میں دیوان صاحب باغ، مدراس کی امانتی لائبریری کے علاوہ تملناڈو کے چند اسلامی مدارس اور کتب خانوں میں محفوظ ہیں، ذیل میں ان کتابوں میں سے ۲۹ کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔۔۔۔۔۔''

اس تمام بیانیہ میں ''کوئی ایک کتاب بھی کہیں دستیاب نہیں'' والا جملہ محل اعتراض ہوسکتا ہے اولاً اس لئے کہ کئی اہل بصیرت کے ہاں حضرت کا یہ قیمتی اثاثہ موجود ہے جس سے کہ نفس الامر اور حقیقت واقعہ کا انکار رہے، ثانیاً یوں کہ کاوش بدری صاحب آگے خود ہی حضرت ساویؒ کی کتابوں کا تذکرہ ان کے اسماء اور ان کے محافظ کتب خانوں کا ذکر کررہے ہیں، اس کے باوجود اس پر یہ جملہ کہنا مناسب نہیں، کہ تطابق حالی و واقعی متحقق نہیں ہوتا۔ القصہ ذیل میں اُن کتب و رسائل کی فہرست دی جاتی ہے کہ جو اس افقر الوریٰ احقر العباد کے ہاں زیب کتب خانہ ہیں:

1	شرح عقائد جامیؒ	2	میزان التوحید
3	رسالہ اسم اللہ	4	رسالہ من جواہر التفسیر
5	رسالہ زاد الطالبین	6	رسالہ غایت التمثیل
7	رسالہ بیان واقعہ	8	رسالہ تجدد امثال
9	رسالہ فیض	10	رسالہ طریق

11	رسالہ ولایت	12	مفاتیح الغیب
13	رسالہ عصائے موسیٰ	14	رسالہ جوامع الاسرار
15	رسالہ پنج گنج	16	رسالہ ام کنوز
17	رسالہ پنج عناصر	18	رسالہ حیات السالکین
19	رسالہ سمع وراگ	20	اختصار غایت التمثیل
21	رسالہ حیات جان	22	رسالہ ارشاد مرشد
23	رسالہ سوال جواب	24	رسالہ تصوف (۱)
25	رسالہ نسبتی	26	رسالہ عقائد صوفیہ
27	اختصار حیات جان	28	رسالہ تصوف (۲)
29	رسالہ تصوف (۳)	30	رقعہ مخدوم در جواب جمال محمد
31	رسالہ دلیل محکم	32	رسالہ میزان المعانی
33	رسالہ وجودیہ	34	طریقۃ القویم فی طلب صراط المستقیم
35	غنیمت الوقت	36	رسالہ استغناء

ان کتب ورسائل کے علاوہ اور بھی کتب کا تذکرہ ہمیں مختلف مقامات سے حاصل ہوتا ہے، جیسے: ''مفتح الکل'' یا ''مفتاح الکل'' جو دکنی زبان میں لکھی گئی نثری وشعری کتاب ہے، اور ''رسالہ صحبت (آداب المریدین)'' و ''رسالہ قبض وبسط'' (جس میں جسم وروح اور اس کے متضمنات پر گفتگو کی گئی ہے) و ''تنبیہ العارفین'' و ''محک المدعیٰ'' و ''رسالہ سبحان مریدین'' وغیرہ۔

کاوش بدری صاحب حضرت ساویؒ کی تصنیف ''مفتح الکل'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''مفتح الکل اردوئے دکنی میں ہے جس کا موضوع علم تصوف ہے،

اس منظوم تصنیف میں حمد' نعت' مناجات اور منقبت بھی شامل ہیں اور ایک طویل قصیدہ بھی دستگیر صاحب قبلہؒ کے شیخ حضرت شاہ ناصر الدین قادریؒ کی مدح میں درج ہے اس کے علاوہ چند متصوفانہ غزلیں بھی شامل ہیں، مذکورہ تصنیف کی تفصیل بھی منظوم پیرایہ میں موجود ہے جس کے پانچ ابواب ہیں اور ہر ایک باب پانچ فصلوں میں منقسم ہے، اس شعری تصنیف کے نثری حصے میں موصوف نے علم کی پانچ اقسام یعنی شریعت' طریقت' حقیت' معرفت اور وحدت کا ذکر فرمایا ہے موصوف ایک جگہ اس تعلق سے یوں اظہار فرماتے ہیں کہ ؎

شریعت' طریقت' حقیقت تمام
شکل معرفت ہور وحدت تمام

مذکورہ شعری تصنیف ''مفتح الکل'' اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن میں بھی محفوظ ہے، اس کتاب کا نام ڈاکٹر محمد افضل الدین اقبال کی کتاب ''مدراس میں اردو ادب کی نشو ونما'' میں ''مفتح الکل'' ہی درج ہے۔'' (ص ۱۹، قطب مدراسؒ کی علمی و دینی اور روحانی خدمات)

ازواج واولاد:

حق تبارک وتعالیٰ نے آپؒ کو تین ازواج مبارکہ اور بیس لڑکے اور لڑکیاں عنایت فرمائیں تھیں' جن میں سات صاحبزادیاں اور تیرہ صاحبزادے تھے' اور آپؒ کی پہلی زوجہ آپؒ کے شیخ شاہِ ناصر الدینؒ کی دختر بلند اختر تھیں اور دوسری زوجہ خواجہ رحمت اللہ نائب رسولؒ کی دختر تھیں اور تیسری زوجہ حاجی رحمت النساء بیگم تھیں۔

جیسا کہ عبید اللہ ایم۔اے صاحب نے اپنے رسالہ میں اس کو قلمبند کیا ہے:

''حضرت دستگیر صاحبؒ نے تین عقد کئے، پہلا عقد اپنے پیرو مرشد حضرت ناصر الدین شاہ قادریؒ کی صاحبزادی سے کیا، ان کے

انتقال کے بعد دوسرا عقد دوسرے پیر کامل حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہؒ کی دختر سے کیا، ان کے انتقال کے بعد تیسرا نکاح حاجی رحمت النساء بیگم سے کیا، آپ کی اولاد میں سات صاحبزادیاں اور تیرہ صاحبزادے تھے۔ آپ کی اولاد نے بھی آپ کے مذہبی مشن کو جاری رکھا''۔ (ص: ۹، ۱۰)۔

اسی طرح حضرت ابو رضا سخاوت مرزا مرحوم نے بھی اپنے رسالہ میں اس پر مزید اور تفصیلات فراہم کیں چنانچہ رقمطراز ہیں:

''ازواج: آپ کی تین حرم محترم تھیں، پہلی بیوی شاہ ناصرؒ کی صاحبزادی، دوسری خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ نیلوریؒ کی جن کے بطن سے شاہ محمود ساویؒ آپ کے فرزند تھے، تیسری زوجہ محترمہ کا حال معلوم نہ ہوا۔ اولاد امجاد: آپ نے تیرہ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں چھوڑیں، صاحبزادوں میں زیادہ مشہور شاہ محمود شاہ، شاہ احمد، شاہ ناصر ثانیؒ اور شاہ اسد اللہ تھے۔ اسد اللہؒ کی اولاد میں شاہ عثمان ساوی نیلوریؒ تھے جن کے متعلق حضرت دستگیر صاحبؒ نے عالم وجد و استغراق میں پیشین گوئی کی تھی کہ میرے خاندان میں سالہا سال کے بعد ایک ولی کامل پیدا ہوگا، چنانچہ شاہ عثمان ساویؒ مدراس میں بہت مشہور تھے محمد نجیب مؤلف ''کرامات قادر ولی'' آپؒ ہی کے مرید تھے۔ (ص: ۱۲)۔

تذکرہ مخدوم ساویؒ

حضرت شاہ ابوالحسن قربیؒ کے حوالہ سے

حضرت ابوالحسن شاہ قربی رحمہ اللہ کے حوالہ سے حضرت ساویؒ کا ذکر و تذکرہ بڑی

اہمیت کا حامل ہے‘ کیونکہ جہاں اہل سیر و تاریخ کی رقم طرازی دائرہ امکانِ شک واذعان میں سرگرداں ہوتی ہیں برخلاف ان کے حضرت قربی کو قربت ساویؒ کی وجہ سے کئی واقعات وحوادثات اور بیشتر حالات وکوائف ان کے ہاں چشم دید یا گوش شنید کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ ہم اس سلسلہ میں حضرت ساویؒ کے کوائف وحالات پر اکثری طور پر حضرت قربی ویلوریؒ کی ترتیب شدہ کتاب ''ملفوظات ساویؒ'' سے استفادہ کررہے ہیں‘ جو کہ شاید کبھی زیورطبع سے آراستہ نہ ہوئی البتہ اس کا مخطوطہ شہر حیدرآباد اور کئی علمی ریاستوں کے عظیم کتب خانوں اور چندایک اہل بصیرت حضرات کے ہاں موجود ہے۔ حضرت ساویؒ کے اُن واقعات کو خاص طور پر یہاں درج کرنے کی سعادت وجسارت کی جارہی ہے کہ جن کو کوئی تاریخی کتب میں حضرتؒ کے تذکرہ کی حیثیت سے جگہ نہ مل سکی۔

تعارف ساویؒ:

حضرت قطب ویلور شاہ ابوالحسن قربی رحمہ اللہ اپنے شیخ ومرشد کے متعلق ''ملفوظات ساوی'' کی تمہید میں لکھتے ہیں:

> ''بدان کہ حضرت شیخ مادراصل ازشہر ساوہ اندواجداد ایشان ازانجا برآمدہ بہ بیجاپور مسکن اختیار نمودند۔۔۔۔(ملفوظات ساوی: ۴)
>
> ترجمہ(از سخاوت مرزا): اس ناچیز کے شیخ طریقت کے آباء و اجداد دراصل ''ساوہ'' کے رہنے والے تھے‘ وہاں سے ہندوستان تشریف لائے اور شہر بیجاپور میں سکونت اختیار کی، حضرت ممدوح بیجاپور میں پیدا ہوئے‘ عالم شباب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی طلب دامن گیر ہوئی، آپ حضرت تاج المحققین (زبدۃ المتقین) شیخ ناصرالدین قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں بسونت تشریف لے گئے عرصۂ دراز تک حضرت

موصوف کی صحبت سے مستفیض ہو کر معرفت میں کمال حاصل فرمایا، اور اپنے مرشد طریقت کے وصال کے بعد حضرت سیادت پناہ ونجابت دستگاہ سید ابراہیم ولد سید نعمت اللہ عرف شاہ میر قدس سرہ کی خواہش کی بنا پر ملک کرناٹک میں نہفت افروز ہوئے۔ اور میلا پور میں جولب دریا واقع ہے سکونت اختیار فرمائی، اکثر لوگ دور دور سے آکر آپ کی ملاقات سے مشرف اور کفر والحاد سے تائب ہوا کرتے اور اسرار و معارف سے جس قدر ان کی قسمت میں ہوتا بہرہ اندوز ہوتے۔

منقبت ساویؒ:

اس کے چند سطور آگے حضرت قربی ویلوریؒ نے جس انداز میں اپنے شیخ کی مدح سرائی فرمائی ہے حضرت قربی ویلوریؒ کی حضرت ساویؒ سے کھلی عقیدت ومحبت کی دلیل و اظہار ہے۔ حضرت مخدوم ساویؒ کی شان رفعت نشان میں یہاں تک کہہ دیا کہ میں حضرت کی صحبت بافیض میں آنے سے قبل کفر وشرک میں تھا اور آپؒ کی صحبت نے مجھے مسلمان بنادیا، میں مس خام تھا آپ نے زردار بنادیا غرض آپؒ کی تربیت سے جو کچھ حضرت قربیؒ نے پایا اس کو ان اشعار میں پیش فرمایا ہے۔

از نفس چرا ترسم مخدوم ز تو مستم — شد عشق خدا و رسم مخدوم ز تو مستم
تا تو نظرے کردی ایں مس چوں زر کردی — بس خوش ہنرے کردی مخدوم ز تو مستم
تا کردہ ام از تو رق من معرفت مطلق — گشتم ز تو حق الحق مخدوم ز تو مستم
ہر ذرہ کہ من بینم از وجہ تو گل چینم — زاں صاحب تمکینم مخدوم ز تو مستم
خود ذات تو مطلق شد محمود صفت حق شد — باطل شد و ہم حق شد مخدوم ز تو مستم
تا کردۂ ارشادم از جملہ غم آزادم — با روئے تو دل شادم مخدوم ز تو مستم

تو باطنی و ظاہر تو اولی و آخر　　تو واردی و صادر مخدوم ز تو مستم
آثار نبی داری انوار نبی داری　　گفتار نبی داری مخدوم ز تو مستم

قربی بتو قرباں شد از کفر مسلماں شد
ہم جسم شد و جاں شد مخدوم ز تو مستم

حضرت قربی ویلوریؒ کو حضرت مخدوم ساویؒ کی صحبت بافیض وجود نے جن کمالات وفیوضات سے نوازا ان کی اہل نظر کو خوب معرفت ہے، جو شخص قرب الٰہی وصل الٰہی کے رمز وسر سے نا آشنا و بیگانہ ہو اس شخص کا حال یہ ہو جائے کہ وہ کہے ؎

قربی چہ کنی فکرت نزدیکی و دوری
خوش باش کہ رہِ وصل دلارام دو گام است

اور یہ شان قلندری اور ایمان کامل حضرت ابوالحسن شاہ قربی ویلوریؒ نے بڑی جہد مسلسل اور سعی پیہم اور شیخ کی ملازمت خاصہ وکثیرہ اور اپنی شبانہ روز مجاہدات کے بعد حاصل کیا کیونکہ ؎

تا مدرسہ و منارہ ویراں نشود　　احوال قلندری بساماں نشود
ایمان کفر و کفر ایماں نشود　　یک بندۂ حق بحق مسلماں نشود

حضرت ساویؒ کا عالم رؤیا میں تعلیم فرمانا:

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں　　یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

منصب ولایت وخلافت کا کمال یہ ہے کہ وہ بعد مرگ بھی اپنے لواحقین کو فیض بہم پہنچاتا رہے، کہ عام موت تقید سے بری ہونا ہے لیکن خاص موت تقید سے بری ہو کر اطلاق میں منتقل ہونا، سو وہ فیض کہ تقید میں جب اپنے لواحقین میں رسائی کر سکتا ہے سو بعد

اطلاق اس میں دوہری نسبت سیلان وفیضان کی خودبخود ہویدا و پیدا ہوجاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ساویؒ کے وصال کے پندرہ سال بعد سنہ 1180ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت قربی ویلوریؒ جو چند مسائل طریق میں اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے وہ دیکھتے ہیں کہ عالم رؤیا میں حضرت مخدومؒ نے جس طرح ان کی عالم شہادت میں بقید جسم امداد فرمائی اس طرح عالم رؤیا میں اپنے فیض کو پہنچا رہے ہیں' واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ ''خلاصۃ العرفان'' مصنفہ حضرت قربی ویلوریؒ کے خاتمہ میں یوں مرقوم ہے:

''خاتمہ: فقیر بتاریخ پنجم شہر جمادی الآخر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۸۰ھ از یلور بعزم میلاپور روانہ شد بتاریخ دہم درانجا رسیدہ۔۔۔

ترجمہ: خاتمہ: فقیر جمادی الآخر کی پانچ تاریخ کو یکشنبہ کے دن ۱۱۸۰ھ میں ویلور سے میلاپور کے ارادے سے روانہ ہوا اور دس تاریخ کو اس جگہ پہنچا، اور بائیس رجب المرجب کو اس جگہ سے نکل کر چھبیس تاریخ کو خیریت سے گھر آیا۔[1]

الحمدللہ والمنہ اس جگہ چند روز رہنے کے بعد نواب سعداللہ خاں بہادر کے کرایہ کی حویلی میں خواب میں دیکھا کہ ہمارے حضرت محمد مخدوم القادری قدس سرہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں' اور فقیر ان کے سامنے بیٹھا ہوا طب کی کتاب پڑھ رہا ہے۔ اور اس کتاب میں فقیر کا مطلوبہ نسخہ بھی ہے، دل میں کہا کہ یہ نسخے حضرت سے ظاہر کر کے لکھوں گا، اور اس جگہ فقیر ایک حکیم سے دوا بھی کھا رہا تھا۔

---

[1] ممکن ہے کہ حضرت قربی ویلوریؒ میلاپور حضرت ساویؒ کے سالانہ فاتحہ کی غرض سے تشریف لے گئے ہوں' کیونکہ حضرت ساویؒ کی سالانہ فاتحہ وعرس 3/رجب کو منعقد ہوا کرتی ہے، سو بعد ختم مراسم فاتحہ وعرس چند دن وہیں قیام کر کر بائیس 22 رجب کو وہاں سے روانہ ہوئے، حضرت قربی ویلوریؒ کی عقیدت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپؒ ۲۰ سے ۲۲ دن قبل میلاپور زیارت شیخ کی خاطر پہنچ گئے اور ۱۹ یوم بعد اپنے علاقہ وخانہ کو روانہ ہوئے۔ (مترجم)۔

اسی دوران میں صاحبزادۂ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ[1] ایک مقفل پٹارہ حضرت کے سامنے لائے، حضرت نے فقیر سے فرمایا کہ صاحب کے نزدیک کنجی ہے، اس کے قفل کو کھولو، فقیر نے اپنے سامنے سے ایک کنجی اٹھا کر اس قفل کو کھولا، تھوڑا اس جگہ سے چل کر اپنا مقفل پٹارہ بھی کھولا اور دل میں کہا کہ میں نے پانچ روپیہ رومال میں باندھ کر کہاں چھوڑا اور بھول چکا تھا۔ اس پٹارہ کا ڈھکن اٹھایا اس میں تلاش کیا ایک رومال نکلا' اس کے گرہ کو میں نے کھولا کہ گیارہ روپئے اس میں ہیں۔ میں نے تعجب کیا کہ پانچ روپیہ باندھ کر رکھا تھا گیارہ ہو گیا۔

بیدار ہوا ان میں سے بعض کی تعبیر تو اسی وقت معلوم ہوئی، اور بعض کے ویلور پہنچنے کے چار روز بعد معلوم ہوئی کہ احمد صاحب نے بعض باریک مسائل کے بارے میں فقیر سے سوال کیا اور فقیر نے تین مسئلے بیان کیا ہے۔

مسئلہ اول: مخلوق کی ابتداء عدم سے ہے اور انتہاء عدم پر ہے، اور یہ عدم زمانی نہیں ہے' اور اس کا سمجھنا زمانے کے گرفتاروں پر بہت مشکل ہے، اور اللہ تعالیٰ کے صفات اس جگہ تعطیل سے مبرا ہیں۔

مسئلہ دوم: حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے تجلیات صوری ہیں' جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بے ریش گھونگریالے بالوں والے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ اور بہت سے اولیاء کرام نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو صورتوں میں دیکھا ہے، اور انی انا اور رب العالمین کی آیت ''بیشک میں رب العالمین ہوں'' جس کو موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا وہ بھی اسی قبیل سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ

---

[1] یہ حضرت مخدوم ساویؒ کے فرزند ہیں۔

علیہ وسلم جو حق تعالیٰ سے ''اُدْنُ مِنِّیْ'' میرے قریب آؤ کا خطاب اور دوسرے کلام معراج کی شب میں سنا وہ بھی۔

مسئلہ سیوم: اللہ کو دیکھنے کے بارے میں' اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہر ایک کو اعتقاد کے مطابق ہوگی، جو شخص کہ بیچوں وبیچگونہ اعتقاد رکھتا ہو اسی صفت میں دیکھے گا اور جو شخص کہ جماد نباتات اور حیوان' طیور اور انسان کی صورت کا اعتقاد رکھتا ہے اسی صفت میں دیکھے گا۔ اور جو شخص کہ روح، نفس' دل' جسم' عشق' آگ' باد' خاک اور ہوا کا اعتقاد رکھتا ہو' اسی صفت میں دیکھے گا۔ اور عاشق مطلق مطلق صفت میں دیکھے گا، اور تحویل کی حدیث اس پر دال ہے ان مسائل کی تفصیل کا حل بہت ہی مشکل ہے، جو طالب کہ اس میں غور کرے گا اس پر روشن ہو جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت میں تعبیر ایسی معلوم ہوئی کہ احمد صاحب کا پٹارہ کھولنا انہیں مسائل کا بیان تھا کہ ان کے جاننے میں سخت اشکال رکھتے تھے اور فقیر کا پٹارہ کھولنا ویلور میں آنے کے بعد انہیں مسائل کا برخوردار باوا پر (اس کی عمر دراز ہو) بیان تھا۔ اور حضرت کے سامنے طب کی کتاب کا پڑھنا قوت اور شفا اور صحت کا حاصل ہونا تھا، اور روپیہ کی زیادتی معاش میں برکت تھی، اور اسی رات کے دن میں قیلولہ میں دیکھا کہ فقیر ایک جگہ میں ہے اور ہمارے حضرت یکا یک اس جگہ پر تشریف لائے ہیں' جبہ پہنے ہوئے چادر ہاتھ میں رکھے ہیں، فقیر سامنے ہوا، اس چادر کو لیا اور گول بنا کر دونوں ہاتھوں پر رکھا، حضرت سامنے آئے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر فقیر کو تسلیمات کیا' فقیر نے بہت زیادہ عجز کیا، اور قدم مبارک گر کر کہہ رہا ہے کہ میں اسی جگہ رہوں گا اور حضرت کی کفش

برداری کروں گا، اور پوری خوشی سے یہی لفظ کہتا رہا۔اور بیدار ہوا اس کی تعبیر اس طرح کی چادر جو حضرت سے لیا معرفت ہے اور کفش برداری سے مراد خدمت اور روشن شریعت کی اتباع سے کنایہ ہے یعنی میں مقام معرفت الجمع میں شریعت غرا کے ساتھ رہوں گا، اور تسلیمات کا کرنا آنحضرت کی امداد اور رضاء سے مراد ہے، جو ہمیشہ فقیر کے شامل حال رہی ہے، حق تعالیٰ راست لائے اپنے احسان اور کمال کرم سے اور پائے مبارک میں دو نعلین تھے ایک لکڑی کا ہے دوسرا چمڑے کا، اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت کے ایک فرزند جن کا نام میراں صاحب ہے اور ایک حضرت کی بیوی دونوں مرید ہوئے۔اے اللہ بیشک ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے دین دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا اے تمام رحم کرنے والوں مین زیادہ رحم کرنے والے۔'' (رسائل قربیؒ، ترجمہ طبیب الدین اشرفی، ص:۱۲۸۔۱۳۴)

سبحان اللہ و بحمدہ! کیا شان ولایت اور کیا کار دستگیری ہے کہ بعد رخصت بھی اپنے ہر ایک متعلق کو حسب قدر فیضان عطا فرما رہے ہیں۔حضرت قربی کو نواز بھی رہے ہیں اور اپنے اہل خانہ کو ان کی جانب رجوع کروا کر نوازنے والا بھی خود ہی بنا رہے ہیں۔

جواُن پر مر مٹے ان سے ہزاروں فیض پاتے ہیں　　انہیں مردہ نہ سمجھو یہ تو مردوں کو جلاتے ہیں
محبت ہو اگر سچی تو ایسے دن بھی آتے ہیں　　وہ اپنے ناز برداروں کے خود بھی ناز اٹھاتے ہیں

شان دستگیری:

حضرت مخدوم عبد الحق ساویؒ کو جو ''دستگیر'' کہا جاتا ہے فقیر کے ہاں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی مفتاح الابواب غوث الاغواث میران میر پیران پیر حضور سیدنا شیخ سید محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ کمال درجہ نسبت و اتصال ہے اور آپؒ کو

اپنے زمانہ میں ان کی نیابت اور شان محبوبیت سے نوازا گیا تھا۔آپؒ کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس طرح اہل اسلام صاحبان تصنیف اپنی تصانیف کی ابتداء اسم اللہ وحمد اور درود وسلام سے کرتے ہیں وہیں حضرت ساویؒ اور ان کے خلفاء مثلاً قربی ویلوریؒ اسم وحمد الٰہی اور صلاۃ وسلام کے ساتھ ''یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ'' کا بھی التزام کیا کرتے ہیں' کہ جس سے حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے ان کی بے پناہ عقیدتوں کا اظہار واعلان ہوتا ہے۔آپ علیہ الرحمہ کا ایک ارشاد حضرت قربیؒ نے اپنی تالیف میں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانیؓ کی شان میں نقل فرمایا ہے:

''ارشاد ہوا کہ تمام خاندان فی الحقیقت قادری المشرب ہے، کیونکہ کسی ولی نے سوائے حضرت میراں محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔قدم سے مراد اتباع اور پیروی ہے، اور کوئی ولی ایسا نہیں جس نے آنحضرت کی پیروی نہ کی ہو۔'' (ملفوظات ساویؒ۔ترجمہ سخاوت مرزا مرحوم)

مقام محبوبیت وقطبیت:

اسی طرح حضرت دستگیر صاحبؒ کو مقام محبوبیت کے عطا ہونے اور اس نعمت عظمیٰ کے آپ کو حاصل ہونے کا ذکر حضرت قربی ویلوریؒ نے اپنے ترتیب کردہ کتاب ''ملفوظات ساوی'' میں لفظ ۴۷ کے تحت فرمایا ہے۔

''ارشاد فرمایا کہ میں شہر قدح میں مقیم تھا ایک رات عالم رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت پیر دستگیر میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حشمت وجاہ کے ساتھ ہوا میں پرواز فرمارہے ہیں' اور مجھ سے ہم کلام ہیں، میں نے عرض کی یا پیر دستگیر جس طرح ایک قطب کا

نائب ہوا کرتا ہے کیا محبوبیت کے لئے بھی کوئی نیابت ہوتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں ہوتی ہے چنانچہ تم ہمارے نائب ہو"۔(ملفوظات)

شہر قدح سے مراد ملائیشیا کی ایک ریاست ہے جس کا روایتی عربی نام "دار الامان" ہے۔ جس کا دار الحکومت Alor Setar ہے۔ انگریزی میں اس کا نام "Kedah Darul Aman" ہے۔ تاہم اس شہر کی تاریخی تفصیلات اور اس کے حکمرانوں کے معلومات تصنیف بنام "Hikayt Merong Mahawangsa" میں دستیاب ومیسر ہیں۔ اہل سیر و تاریخ سے منقول ہے کہ آپ نے اسی شہر کے قیام کے دوران اپنی تصنیف "غایۃ التمثیل" لکھی ہے۔

نیز سخاوت مرزا مرحوم نے بھی حاشیہ میں اس شہر کی تفصیل دی ہے کہ "مخدوم صاحب نے "دار الامان قدح" میں ملک جاوہ لکھا ہے، جہاں جزیرہ نما ملائیا کے مغربی ساحل پر ایک اسلامی سلطنت قائم تھی ۱۵۰۱ء میں یہاں کے راجا نے عرب مبلغین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا جس کا اسلامی نام مزلف شاہ تھا۔(جغرافیہ مشرق بعید مؤلفہ تاملی مطبوعہ) پریچنگ آف اسلام مؤلفہ آرنلڈ (مطبوعہ)۔"

حضرت دستگیر صاحبؒ کے مقام قطبیت سے فیضیاب ہونے کے متعلق "ملفوظات ساوی" میں ہمیں ایک اور شہادت ملتی ہے جس میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم رؤیا میں دستگیر صاحبؒ کو دیدار ونعمت کی دولت سے مشرف فرمانے کا حضرت والا کا زبانی ادا کردہ ذکر ہے، چنانچہ لفظ ۷۳ میں واقعہ کچھ یوں مذکور ہے:

> "ارشاد فرمایا کہ: ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، ایسی حالت میں کہ سرور کائنات صلعم نماز پڑھ رہے ہیں اور میں بحیثیت مقتدی سیدھی جانب کھڑا ہوا ہوں، اور سوائے میرے کوئی دوسرا مقتدی وہاں موجود نہیں ہے، جب میں شاہجہاں آباد میں تھا تو ایک بزرگ سے میں نے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ اس

خواب کے دیکھنے والے کو مقام قطبیت حاصل ہوگا، اس لئے کہ اس وقت وہاں کوئی دوسرا مقتدی موجود نہ تھا، اور دوسری مرتبہ میں نے عالم رؤیا میں یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنی زبان مبارک میرے منہ میں دیدی اور میں نے اس کو چوسا۔" (ملفوظات)

حضرت قربی ویلوریؒ نے انداز شعری میں بھی اس شان قطبیت ومحبوبیت کا خوب سے خوب تر پیرایہ بیان میں اظہار فرمایا۔

در جہان قطب حق محبوب حق شد پیر ما

خادماں را نیز در محبوبیت او رہبر است

قصہ مختصر ان واقعات کے علاوہ اور بھی کئی واقعات متقاضی ہیں کہ زینت قرطاس بنے لیکن بہ سبب طوالت ان واقعات کے ذکر کو ترک کیا جاتا ہے ان شاء اللہ المستعان حضرت ساویؒ کی تصنیف عالی "شرح عقائد جامی" اور قربی ویلوریؒ کی "ملفوظات ساوی" کے ترجموں کے ابتدائیہ میں ان دیگر واقعات کے اندراج کا التزام کیا جائے گا۔ وھو الموفق والمستعان وعلیہ التکلان۔

حضرت ساویؒ اور شاہ کمالؒ:

قطب مدراس شیخ حضرت عبدالحق دستگیر مخدوم ساوی علیہ الرحمہ کی عظمت وبلند مقامی کا اندازہ اس حوالہ سے بھی ہم کو ہوسکتا ہے کہ حضرت جامی دکن شمع خاندان چشت حضرت شاہ کمال ثانی گرم کنڈوی رحمہ اللہ الباری نے اپنے مایۂ ناز گنجینۂ راز تصنیف "حسن السؤال و حسن الجواب" میں حضرت ساویؒ کا ذکر مسئلہ عینیت وغیریت کے باب میں استشہاداً نقل فرمایا ہے اور آپ کو "مجدد لا مشاحۃ فیہ" جیسے وصف عظیم سے یاد فرمایا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل

اشعار سے حضرت جامی دکن شاہ کمال دومؒ کی عقیدت ومحبت واضح ہوتی ہے۔[1]

جیونکہ مخدوم شیخ عبد الحق قال او ہمچو حال او مطلق
اصطلاح ان سے نبیل نبیہ ہے مجدد فَلَا مَشَاحَةَ فِیْهِ
ان کی کر اصطلاح سے ماہر ہے تو بر وجہ نیک کر ظاہر
ورنہ انگشت حرف پر اون کے مت رک اے آدمی نیکو گن کے
اندر اثنائے نوم جسم لطیف چھوڑ کر جسم عنصری کثیف
کرے سیر سریع حَیْثُ یَشَاء بہر نظارہ ہوکے چشم کشا
پھر کے داخل ہو اپنے مظہر میں اس ہیولانی یعنی پیکر میں
کون باب سے بروں جاوے کون سے در سے اندروں آوے

ابو رضا سخاوت مرزا مرحوم نے حضرت مخدوم عبدالحق ساویؒ کے اس تذکرہ کو جس کو حضرت شاہ کمالؒ نے فرمایا ہے اپنے ایک ''رسالہ اردو کراچی'' (جولائی ۱۹۵۶ء) میں شائع شدہ مضمون ''حسن السوال وحسن الجواب'' (صفحہ ۳۶۷) میں کتاب کی تفصیلات دیتے ہوئے لکھا ہے:

''اپنے معاصرین اولیاء اللہ کے اقوال نہایت احترام سے نقل کرتے ہیں، مثلاً؛ شیخ عبدالحق مخدوم ساوی بیجاپوری (متوفی ۱۱۶۵ھ) واضع اصطلاحات عینیت وغیریت حقیقی وغیرہ:۔

جیونکہ محمد مخدوم شیخ عبد الحق
قال او ھمچو حال او مطلق۔۔۔۔''

جس طرح حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ نے حضرت ساویؒ کو ''مجدد'' کے لقب سے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے آیا اس وصف تجدد میں حضرت شاہ کمالؒ نے مسئلہ عینیت و

---

[1] احسن السوال وحسن الجواب، مخطوطہ، صفحہ نمبر ۱۸۸، ۱۸۹۔

غیریت جیسے حضرت ساویؒ کے مجتہدانہ ومجددانہ کردار کی جانب اشارہ فرمایا' یا کل علوم تصوف میں حضرت کی شان تجدد کی جانب اشارہ کیا ہے یا اہل اسلام کے لئے آپ کی ذات کومجدد پیش کیا ہے اس کی وضاحت ہو نہ ہو حضرت ساویؒ کی ذات بیشک اپنے ہر مقام پر کچھ عجب نئے اور نرالے انداز میں نظر آتی ہے' اور ہر گام پر آپؒ کی شخصیت و روحانیت کے مراتب پر پڑے ہوئے پردے مجھ جیسوں پر اٹھتے رہتے ہیں گویا۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

حضرت شیخ ساویؒ کی تصانیف عالیہ بھی اسی وصف کی حامل ہیں' ہر ایک رسالہ' ہر ایک ورق' ہر ایک فقرہ' ہر ایک سطر ایک سالک عارف کے قلب ونظر کو ایقان وایمان' علم و عرفان' کشف ووجدان جیسے عظیم درہائے نایاب سے مالا مال کرتی ہیں۔ گرچہ کہ آپ کی تصانیف عالیہ تعمیر الفاظ میں کم ہیں لیکن ان کے معانی میں وہ بحر ناپید کنار موجود ہے کہ ان الفاظ کی قلت' صورت کثرت میں مبدل ہوجاتی ہے گویا مذاق عرفاء میں ہم کہیں تو ان سے کثرت در وحدت کی شان کریمانہ جھلکتی ہے' اور اس وحدت میں کثرت کے خزانے پانے والا ہر شخص یہ کہہ اٹھتا ہے کہ۔

قَلِيْلٌ مِّنْكَ يَكْفِيْنِيْ وَ لٰكِنْ
قَلِيْلُكَ لَا يُقَالُ لَهُ الْقَلِيْلُ

نیز حضرت شاہ کمالؒ نے آپ کے افکار وتعلیمات پر بغیر ان کی اصطلاح کی خبر کے انگشت درازی سے بھی منع فرمایا ہے' شیخ ساویؒ کی تصانیف وہ قدر عالی رکھتی ہے کہ جن میں مصنفین کی بڑی کم تعداد پائے جاتی ہے، آپؒ کی اکثر ے تصانیف عالیہ حضور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کردہ وتصدیق شدہ ہوا کرتی ہیں' اور کیوں نہ ہوں

کہ جن میں وجدان و تفکر کی وہ اعلیٰ منازل ہوتی ہیں جس کو مزلۃ الاقدام کے وصف سے متصف کیا جاتا ہے ایسی منازل پر بھی شریعت غرا کا دامن ہاتھوں سے نہیں چھوٹتا۔ بیشک اس سخن گرمی کے بعد اگر کوئی اس پر انگشت رکھے سو بغیر آبلہ دست ہونے کے اسے کوئی مفر نہیں۔

لکھتا ہوں اسدؔ سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت

حضرت شیخ عبدالحق دستگیر مخدوم ساویؒ کی شان میں حضرت محمد نجیب صاحب مدراسی مرحوم نے جو کہ آپؒ کے فرزند شاہ اسداللہ کے فرزند یعنی شیخ ساویؒ کے پوترے شاہ عثمان ساوی نیلوریؒ کے مرید تھے اپنے تصنیف ''کرامات قادریہ'' میں کئی اشعار پر مشتمل ایک منقبت کہی جس کے چند اشعار جو آپ کی تصانیف کی اہمیت و عظمت کے متعلق ہیں یہاں درج کئے جاتے ہیں:ا

مرحبا اے آسمان قربیت را آفتاب — وے بدریائے محیطے راز لولوئے خوشاب
چونکہ ہستی بحر عرفان و جہان معرفت — کردۂ تصنیف در علم تصوف صد کتاب
بیشک اے مخدوم عالم جملہ تصنیفات تو — گشت مقبول خدا و مرسل عالی جناب
ہر کتابے را کہ تصنیف از پئے نفع ہمہ — کردۂ اے آفتاب جہل سوز علم تاب
ہر بیان دلکش نغز کتاب خویش را — دادۂ تطبیق با شرع رسول مستطاب
چوں تصانیف تو تصنیفی نکردہ ہیچ کس — ہم نگفتہ ہیچ تصنیف ترا لائق جواب
حاجت محتاج در درگاہ تو موجود ہست — کس نہ رفت از آستانت ناشدہ مقصود یاب

آپ کی تصانیف عالیہ جہاں علم و عرفان، اور کشف و وجدان کا سامان کرتی ہیں،

ا قطب مدراس حضرت شیخ مخدوم عبدالحق ساویؒ المعروف بہ حضرت دستگیر صاحب قبلہؒ کی علمی، ادبی، دینی اور روحانی خدمات۔ از کاوش بدری۔ ناشر مجلس اہل راز۔ مدراس، صفحہ ۱۷۔ سنہ ۱۹۸۳ء

وہیں ان میں سے بعض کتب کو یہ بھی مقام حاصل ہے کہ وہ بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کردہ اور مقبول ہیں بلکہ بعض کتب ان کے غوامض واسرار کے باعث اگر اجازت افشاء و اظہار نہ ملی تو آپ نے اس کے اظہار سے خود کو روک دیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ اپنی کتب کی تعریض و تصدیق حاصل فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ آپؒ اپنے رسالہ ''جوامع الاسرار'' اور ''بیان واقع'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''قبل از گزرانیدن بجناب رسالت مآب صلعم مسودات شناسند کہ فقیر ہنوز در باب ایں ہا حکم صریح نیافتہ''۔

وصال:

آپ کا وصال مقدس بتاریخ ۳/رجب المرجب سنہ ۱۱۶۵ھ شہر حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں ہوا اور آپ کی تدفین یہیں پر مقبرۂ خواجہ رحمت اللہ خاں میں ہوئی، بعد ازاں کچھ چھ ماہ کے عرصہ کے بعد آپ کی جسد مبارک کو شہر میلا پور مدراس چنئی میں منتقل کیا گیا اور فی الحال آپ کا مزار مقدس وہیں مرجع خلائق خاص و عام بنا ہوا ہے۔ جس پر تقریباً ۴۰ سال بعد سنہ ۱۲۰۴ھ میں امیر الہند نواب محمد علی خاں صاحب والا مدراسی (مرید حضرت ظاہر الدین محمد رحمہ اللہ) نے عقیدت و محبت سے ایک خوبصورت قبہ و گنبد کی تعمیر کروائی۔

آپؒ کے صاحبزادہ محمود ساویؒ نے سنہ رحلت و وصال اس شعر میں درج کیا۔

سال خوش بیاد محمود است تو ز ''رضوان حق'' حسابش خواہ
1165

اور مولانا باقر آگاہ ویلوری نے بھی سن رحلت کہا

عمدۂ اہل حقائق رفتہ آہ
1165 ھ

بالآخر فقیر اس تذکرہ حضرت ساویؒ کو یہیں پر ختم کرتا ہے کہ اگر ذکر مزید اور کیا جائے تو شاید اور قرطاس وقلم درکار ہوں، حسب قدر یہی مکتفی ہوسکتا ہے، ورنہ حقیقت حال تو یہی ہے کہ ؎

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہارِ تو زِ دامان گلہ دارد

باب دوم

(رسالہ فیض کے متعلق چند ضروری مباحث)

پیش نظر ''رسالہ فیض'' درحقیقت کتاب ''غنیمت الوقت'' (مجموعہ سوالات وجواباتِ علم حقیقت) میں سے ایک سوال وجواب ہے، مؤرخین گرامی نے اس کتاب غنیمت الوقت کو حضرت ساویؒ کی کشکول وملفوظات میں شمار کیا ہے، جو کہ حضرت ساویؒ ہی کی تصنیف کردہ ایک ضخیم علمی وعرفانی کتاب ہے۔ چنانچہ ابورضا سخاوت علی مرزا مرحوم نے حضرت کی کتب کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے کتاب غنیمت الوقت کے متعلق لکھا ہے کہ:

''البتہ آپ کی کتاب ''غنیمت الوقت'' جو ضخیم کشکول معلوم ہوتا ہے۔'' (ص ۱۵، حضرت مخدوم عبدالحق ساویؒ کے مختصر حالات)۔

اس کتاب میں تصوف اسلامی اور حقائق عرفانی سے متعلق کئی ایک سوالات کو یکجا جمع کرکر ان سوالات کے حسب منشا ومقتضا طویل ومختصر جوابات لکھے اور ان سوالات و جوابات کا مجموعہ تیار کرکر اس کا نام ''غنیمت الوقت'' رکھا جیسا کہ کتاب ''غنیمت الوقت'' کے ابتدائیہ میں حضرت ساویؒ رقمطراز ہیں ہے:

''الحمد لله الذی وهو الحمد و الحامد و المحمود، و

الصلوٰۃ و السلام علی مخلوق المطلق و مظہر الاتم الذی ھو عین المظہر و المظاہر الخارجی مع الغیریۃ بینہما و غیرھما محمدو آلہٖو اصحابہ اجمعین یا شیخ عبد القادر شیئاً للّٰہ

میگوید اضعف عباد اللّٰہ عبد الحق القادری البیجاپوری ' رسالۂ سوال و جواب بطریق اہل طریقت کہ مسمی است بہ "غنیمت الوقت"، بدان اے منصف محقق اسعدک اللّٰہ تعالٰی فی الدارین درین کلمات رونده راه محققین را قدس اللّٰہ اسرارھم، بسیار فواید و اشارت است، باید کہ غور کامل و تأمل تمام نماید، و عقد مشکلات و تاویلات این سوال و جواب را بتوسط یکے از علماء باللہ کہ جامع الشریعت و الحقیقۃ باشد، کہ کشاید مشورت و مدد در ہر مقدمہ از جناب او جوید از ورطہ و انکار و ادبار کہ طریق قوم مشو، و منکران مسئلہ وحدۃ الوجود است پرہیز نماید، و از جاه اقبال پی تحقیق کہ طریق قوم باطلہ و ملاحده کہ منکران بعض وصول و اکثر فروع شریعت اند، خود را نگاہدارد و صراط مستقیم متوسطہ کہ روش موحدان محقق است اختیار کند کہ در حق آن مثل **خَیْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا**، قولہ تعالٰی **مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ** و قولہ تعالٰی **کَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ أُمَّةً وَّسَطًا** واقع است، حقایق و اسرار ایں رسالہ را اعتبار کنند و آسانی عبارت را در پایہ اعتراض نیارند و سادگی الفاظ را معتبر نشمارند چنانچہ گفتہ اند ؎

حدیث عشق ز حافظ شنو نہ از واعظ

اگرچہ صنعت بسیار در عبارت کرد[1]

وَ اللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ الْھَادِیُ وَ الْمُسْتَعَانُ عَلَیْہِ الْاِعْتِمَادُ وَ التُّکْلَانُ‘‘

یعنی فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ غنیمت الوقت جو دراصل اہل طریق کے سوالات و جوابات پر مشتمل ہے، جس میں کہ راہیان راہ اہل تحقیق قدس اللہ اسرارہم کی باتیں ذکر کی گئی ہیں جو بہت ہی فوائد اور نکات اور اشارات کی حامل ہیں لیکن اس کو پانے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ غور کامل اور فکر تام سے یارا ہو، اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کو ایسے علماء باللہ جو کہ شریعت وحقیقت کے جامع ہوں حاصل کریں۔ اور فرقہ حشویہ اور منکرین مسئلہ وحدۃ الوجود کی طرح انکار و روگردانی سے پرہیز کریں اور اہل صراط مستقیم جو کہ محقق موحدین کی راہ ہے اختیار کریں، ساتھ ہی آپ علیہ الرحمہ اس بات کی جانب بھی قاری کی توجہ مبذول فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جتنے بھی سوالات و جوابات مرقوم ہیں ان کے اسرار و رموز اور حقائق ہی کو معتبر جانے اور اسی سے غرض رکھیں کتاب کی آساں متنی یا سہل عبارت سے اعتراض کی بنیاد قائم نہ کرے اور الفاظ کی سادگی کا کوئی اعتبار نہ کریں، کیونکہ الفاظ و بیان کی آسانی وسادگی سے مقصود معانی کی تفہیم بدرجہ احسن ہے۔ اور اسی خاطر اس نہج کو اختیار کیا گیا۔

اس کتاب کا آغاز ’’معرفت وعلم چیست ؟‘‘ کے سوال سے ہوتا ہے، جس کا جواب ایک دو صفحات میں آپؒ نے تحریر فرمایا، اور اختتام ’’حقائق چند است؟‘‘ کے سوال و جواب پر ہوتا ہے، غرض ایسے ہی کئی مختصر سوالات و جوابات اس میں زیب رقم ہیں، فقیر کے ہاں اس کتاب غنیمت الوقت کا نسخہ ہے اس کے اختتام پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے

[1] (ترجمہ شعر:) عشق کے مقالات (اس) حافظ سے سن نہ کہ واعظ سے اگر چہ کہ اس واعظ نے عبارت میں بہت کاری گری کی ہے۔ (دیوان حافظؒ مترجم، ردیف الدال، ص 123، ناشر سب رنگ کتاب گھر دہلی۔ ٦)

جس سے کتاب کی سنہ نقل و کتابت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

"رسالہ غنیمت الوقت بتاریخ چہاردہم ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۳ ہجری باتمام رسیدو اختتام انجامید۔"

ساتھ اس کے مزید چند سوالات بہت ہی طوالت حاصل کر جانے کی وجہ سے ان کو مستقل ایک رسالہ کی شکل دی گئی مگر بالاصل ان کو اسی کا حصہ مانا چنانچہ جب حضرت ساویؒ نے اس رسالہ فیض کی ابتداء فرمائی تو آغاز ہی میں لکھا کہ "سوال از غنیمت الوقت" یعنی یہ سوال دراصل کتاب غنیمت الوقت سے وابستہ اور اسی کا ایک حصہ ہے۔ غرض ان طویل سوال و جواب میں رسالہ فیض، رسالہ ولایت، رسالہ سوال و جواب (جس میں مظاہر خارجی کی اپنے مظہر کی ساتھ نسبت عینیت و غیریت پر بحث کی گئی ہے) وغیرہا شامل ہیں۔

اولاً ہم نے اس رسالہ کی اصالت کے متعلق گفتگو کی اب رہی دوسری بات کہ رسالہ فیض کے ترجمہ میں ہم نے جس مخطوطہ کے نسخہ کو پیش نظر رکھا ہے اس کے چند صفحات اسی کتاب میں تصویری شکل میں آپ دیکھ سکیں گے۔ یہ رسالہ کل ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں فارسی عبارات خط نستعلیق میں لکھی ہوئی ہیں اور اکثرے عربی عبارات خط عربی میں لکھی گئیں ہیں، البتہ بعض عبارات نستعلیق ہی میں ہیں، اس نسخہ کے صفحہ کا سائز تو کہا نہیں جاسکتا البتہ ہر صفحہ پر ۱۵ سطر کے اعتبار سے کتابت کی گئی ہے، نیز نسخہ میں صحت و غلطی کی قدر 95% اور 5% ہے یعنی اغلاط کتابت 5 فیصد تک پہنچتے ہیں بعض اغلاط معنی کی خرابی کے مستلزم بھی ہیں، لیکن اس کتاب میں ان کو بتحقیق و تنقیح درست کر دیا گیا ہے، لیکن اُس اغلاط نامہ کی ترتیب و اشاعت کی زحمت نہ اٹھائی گئی۔ ساتھ ہی عرض گزار ہوں کہ ترجمہ میں حتی المقدور مصنف کی بلند سخنی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تاہم امکان با ایقان ہے کہ اغلاط کا وقوع ہو، اہل نظر قارئین سے ملتمس ہوں کہ غلطی سے کو عفو وصلاح کی

نظر سے دیکھیں اور جو خوبی ہو اس کو فضل الٰہی سمجھے فقیر کے حق میں دعاء خیر فرماوے۔

معاً فقیر یہ بھی کہنا چاہتا ہے کہ یہ نسخہ مجھ کو بلکہ ادارہ بیت العرفان حیدرآباد کو حضرت صوفی محمد سعید شاکر چشتی قادری صاحب (خلیفہ حضرت شاہ کریم الدین عابدؔ صاحبؒ) سے حاصل ہوا ہے، حضرت والا کی اس عنایت پر افقر العبادان کا ممنون اور مشکور ہے کہ آپ نے اس احیاء کتب صوفیہ حقہ کے سلسلہ میں رسالہ فیض کی نشر و اشاعت میں ایک کلیدی کردار ادا فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

مضامین رسالہ پر سرسری نظر:

رسالہ کی ابتداء حمد و صلاۃ و سلام کے بعد ''یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ'' اور ''حسبی اللہ و نعم ۔۔ الخ'' سے ہوتی ہے۔ حمد و صلاۃ و سلام تو شعار و طریقہ مصنفین اسلام میں داخل ہے البتہ ''یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ'' کا التزام حمد و صلاۃ کے ساتھ معتقدین و متوسلین غوث الاعظم دستگیرؒ کی شان و اوصاف سے ہے۔ یہ بات کا اظہار اس دور ضلالت و الحاد پسند میں ضروری ہے کہ ''یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ'' کہنا کیسا ہے؟ کیا یہ جملہ کفر و شرک جیسے خباثت کا داعی نہیں ہے؟ اس کے اثبات و جواز پر اگر علماء شرع و اہل سنت و جماعت کے فتاویٰ جمع کئے جائیں نیز ساتھ اس کے کچھ اس پر گفتگو کی جائے تو ایک قدرے طویل دفتر درکار ہے لیکن موقع کی مناسبت سے یہاں حضور ابوالفضل عالم معالم دینی عارف معارف یقینی سید شاہ مخدوم حسینی خواجہ پیر نظامی (مفتی جامعہ نظامیہ) علیہ الرحمۃ و الرضوان کی تصنیف ''ردعقائد باطلہ'' معروف بہ برہان الدین سے عبارت کا مفہوم درج کیا جاتا ہے۔ آپؒ ندا و استغاثہ پر بحث فرماتے ہوئے ''یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ'' کو بھی از قسم ندا شمار کر کر اس کی ترکیبی حیثیت سے دو معنی بیان کرتے ہیں۔ (ا) یہ کہ اس جملہ میں ''شَيْئًا'' مفعول بہ ہے جس کی تقدیر عبارت یوں ہے کہ ''یا شیخ عبد القادر اعطنی شَيْئًا للہ و کرامةً للہ'' یعنی اے شیخ عبدالقادر اللہ کے واسطے اللہ کی

عظمت وکرامت کے اعتبار سے مجھ کو کچھ چیز عطا فرمائے۔ آگے لکھتے ہیں: ''یہ ایسا ہے کہ جیسا کہ سائل مانگتے وقت مجھ کو کچھ دے دو کہا، اسی طرح سے اللہ کے نام پر کوئی چیز مانگنے والا کافر ومشرک ہوگا؟ ہرگز نہیں!، کفر وشرک سبب اس میں موجود نہیں بلکہ رد کفر و شرک ہے۔ اس لئے کہ منادی طالب امداد نے اپنے شیخ کو قادر مطلق نہیں کہا جس سے واضح ہوا کہ منادی اپنے منادیٰ کو خدائے قادر نہیں سمجھتا بلکہ بندۂ قادر سمجھتا ہے، مزید برآں ''شیئاً للہ'' کہنے سے بھی رد شرک کی مزید تائید ہوتی ہے۔'' (۲) دوسری توجیہ و ترکیب ''شیئاً للہ'' کہنے کی یہ بتلائی کی ''شیئاً'' کو موصوف اور ''مملوکاً'' اس کی صفت مقدرہ مانیں اور ''للہ'' متعلق بہ ''مملوکا'' بنائیں تو موصوف وصفت مل کر ''اعطنی'' کا مفعول دوم ہوگا، اس توجیہ وترکیب کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں بھی کچھ کفر وشرک کا شائبہ نہیں چنانچہ فرماتے ہیں: ''اس اعتبار سے بھی ''شیئاً للہ'' کہنا جائز، کفر قرار دینا تو عقائد اہل سنت وجماعت بلکہ جمیع مسلمین کے خلاف ہے کیونکہ مومن مسلم صحیح الاعتقاد کو اسلام سے خارج کرنے والا کفر رشرک اکبر اس سے وجود ہی میں نہیں آیا تو پھر وہ مومن مسلم کس طرح کافر ہو سکے گا''۔ (ص: ۲۹۳)

مزید برآں یہ کہ جس طرح اس جملہ ہی سے رد کفر وشرک ہوتا ہے' اس رسالہ کی ابتداء میں مصنف نے مزید تردید ''حسبی اللہ ونعم۔۔'' والا جملہ لکھ کر فرمادی۔ البتہ سوال یہ ہو کہ جب ''حسبی'' کے ذریعہ کفایت رب تعالیٰ ہی مانتے ہوں تو پہلے ''یا شیخ'' کس لئے؟ سو اہل طریق کے ہاں یہ ایک رمزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر غور کیا جائے کہ پہلے ''یا شیخ'' کہا اور پھر ''حسبی'' ثانیاً لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفؒ امداد واستغاثہ عبدالقادرؓ کو بھی از روئے حقیقت نصرت حق تعالیٰ جانتے ہیں۔ ؎

بندہ قادر کا ہے قادر بھی عبدالقادر — سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

یا پھر

صفت کے ذات پر تم جتنے چاہو چھوڑ لو پردے — مگر دیکھو نظر بازوں سے پردہ ہو نہیں سکتا

المختصر! رسالہ فیض میں کائنات کو اس کے خالق و مالک کی جانب سے پہنچنے والے فیوضات اور ان کے مراکز اور ان فیوضات کو پانے والوں کے مراتب کا تفصیلی ذکر موجود ہے، البتہ حق تعالیٰ کے فیوضات دو قسم پر ہیں: ایک اقدس دوسرا مقدس۔ پہلے فیض و امتنان کا تعلق مرتبہ داخلی سے اور دوسرے فیض و کرم کا تعلق مرتبہ خارجی یعنی اس کائنات و عالم سے ہے۔ رسالہ ہذا میں مصنف علام دستگیر صاحب ساویؒ نے فیض داخلی و فیض اقدس جو کہ علمی مرتبہ و شان رکھتا ہے فیض اقدس ہے اس کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ فیض مقدس کے مختلف و متنوع اقسام پر روشنی ڈالی۔

رسالہ فیض کا مطالعہ قاری پر ابتداء سے آخر تک اس بات کا انکشاف کراتا ہے کہ یہ درحقیقت نعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شان مصطفویؐ کا اظہار ہے، یعنی یہ کہ جو فیض بھی مخلوق کو از جانب حق پہنچتا ہے عام ازیں کہ وہ خاص ہو یا عام ہر ایک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت و وسیلہ سے پہنچتا ہے تاہم ان فیوض کے کمال درجہ کے اگر کوئی صاحب و مالک ہیں تو وہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بالا صفات ہیں۔ حدیث مبارک ہے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللہُ یُعْطِیْ یعنی بیشک میں تقسیم (نعمت) کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے۔ سو اسی حدیث کے تناظر نے تمام رسالہ میں اپنا منظر جما دیا ہے۔

فیض عام کہ جو عبارت ہے تخلیق و ترزیق سے اس مرتبہ میں گو ساری کائنات شامل ہے مگر اس رتبہ فیض کا اصل مدار ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو قطب و مدار عالم ہیں۔ جن کے باعث سارا عالم عدم کی ظلمتوں سے وجود کے نور میں آیا جیسا کہ امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

فَكَيْفَ تَدْعُوْ اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاهُ لَمْ تُخْرَجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

مصنف علام نے فیض عام کے دو کمالات کا ذکر فرمایا ہے؛ ایک حقیقی اور دوسرا اعتباری۔ کمال حقیقی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ وہ کمال ہے کہ فیاض مطلق حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کو تخلیق فرما کر دو عالم میں کمال علی الدوام عنایت فرما دیا ہے اور آپ کو کائنات کے لئے مدار مطلق بنا دیا کہ آپ کی ذات میں وہ کمال علی الدوام بھی اور اپنے مولا حق تعالیٰ کا جلوہ بدرجہ اتمام وکمال بھی موجود ہے، اور اسی مداریت اور اسی ظہور اتم کی بالفعلیت کے واسطہ سے جمیع کائنات کو فیض وجود اور ہستی کی نعمت سے مالا مال کیا گیا کہ جس میں جمادات ونباتات وحیوانات بھی داخل ہیں اور انسانوں میں سے کافر ومشرک، ملحد ومنافق، زندیق وبے دین، اور مسلم و مومن ہر ایک شامل ہیں، اور ان کو جو کمالات وجود حاصل ہوئے ہیں وہ ان میں حقیقی کمال نہیں بلکہ باعتبار نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں بسبب اس کے ان کو کمال اعتباری کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور جس طرح ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق عز وجل نے کمال ہستی عنایت فرما کر اپنا کامل ظہور بالفعل ان میں فرمایا، سو اسی طرح ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے ہر ایک مخلوق میں اس کا ظہور پایا گیا گرچہ فرق یہ ہے کہ وہ ظہور بالفعل کبھی ہوتا ہے اور بالقوہ کبھی ان میں ہوتا ہے، بالقوہ وبالفعل کے قطع نظر اگر دیکھا جائے تو ہر شیئ میں اظہار تام وجلوہ افزائی ہستی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اور اسی بات کو ''فائدہ'' کے تحت مصنف رحمہ اللہ نے ''ہر شیئ مظہر اتم'' کے عنوان لکھ کر بتلایا کہ تمام کائنات چونکہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور پائی ہے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات حق سے مستفیض ہے سو قبل تخلیق عالم، کائنات تمام اسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مندمج ہے تو گویا اس اعتبار سے بھی ہر شیئ کو ظہور تام حاصل ہے۔ البتہ بعد تخلیق ان میں مراتب کے لحاظ سے بالقوہ وبالفعل کی نسبت پائی گئی کہ مراتب اپنے ماتحت کے اعتبار سے کامل بالفعل اور مافوق کی نسبت سے

کامل بالقوہ ہیں۔مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ اس فیض کا تعلق بطور کمال حقیقی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے اور بطور اعتباری جمیع مخلوق میں حسب مراتب ہے۔سو مخلوقات میں اولاً افراد کاملان جن میں انبیاء و اولیاء شامل ہیں، ثانیاً جنات، ابلیس، رام، لکشمن وغیرہ اور عام آدمیوں میں جیسے جادوگر وغیرہ اس فیض عام کے اعتباری کمال کے حسب منصب ورتبہ حامل ہیں۔

فیض کی دوسری قسم **فیض خاص** جو کہ عبارت ہے علم وخبر سے یہ کمال حقیقی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے جو کہ شہود و وصل مطلق ہے۔جس پر مولانا روم کی مثنوی سے چند اشعار نقل کئے ہیں، اور اعتباری کمال کے تحت رقم فرماتے ہیں کہ اس میں دو مرتبے ہیں ایک خاص ہے جنات وانسانوں کے ساتھ اور اس رتبہ میں پانچ اقسام کے لوگ شامل ہیں، (۱) کفار اجنہ و انسانات، (۲) جاہل و فاسق مسلمانان (۳) بے عمل علماء (۴) عاملین بے علم، (۵) نیک خوصالح علماء۔ان پانچ اقسام کے لوگوں کو اگر از روئے اصطلاح قرآنی بیان کیا جائے تو ان کو قرآنی تبیین نے تین اقسام میں منحصر کر دیا ہے، جیسا کہ آیہ کریمہ ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○ (سورۃ فاطر۔۳۲)

ترجمہ: پھر ہم نے اس کتاب (قرآن) کا وارث ایسے لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، سو ان میں سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے بھی ہیں، اور ان میں سے درمیان میں رہنے والے بھی ہیں، اور ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والے بھی ہیں، یہی بڑا فضل ہے۔

اس آیت کریمہ کے مطابق تقسیم کی جائے تو اپنے جان پر ظلم کرنے والوں میں پہلی

قسم داخل ہوجائے گی، اور درمیانہ رہنے والوں میں دوسری' تیسری اور چوتھی قسم داخل ہوجائے گی، اور سابق بالخیرات میں آخری پانچویں قسم کے لوگ شامل ہوں گے۔ اب ان میں کا ہر ایک اپنے مافوق کی نسبت عموم رکھتا ہے اور ماتحت کی نسبت خصوص۔

اس مضمون کے آگے حضرت مصنفؒ نے عوام الناس میں مشہور بالتخصیص چند ایک ایسی چیزوں کا ذکر فرمایا کہ جن میں درحقیقت تعمیم وعموم ہے۔ جیسے علم کے سلسلہ میں لکھا کہ علم ظاہر کا حاصل کرنے والا چنداں خصوصیت نہیں رکھتا کیونکہ اس حصول علم میں سلاطین وامراء اور اہل حق کے ساتھ ساتھ باطل مذہب کے لوگ بھی شریک ہیں جیسے رفاض وخوارج سو جو شئے دوطرف مشترک ہو وہ کیسے خاص ہوسکتی ہے، بعدہ اس بات کا انکشاف کیا کہ پھر کونسا علم ہے کہ جس میں فقط اہل حقیقت کی تخصیص ہے اہل ضلالت اس کے شراکت دار نہیں یعنی کہ علم العلم کیا ہے وہ الجہل عن العلم ہے۔ یہ بات اہل ظرف اور حقیقت شناس کی عقول پاسکتی ہیں ورنہ ان کی فہم ہر ایک کو نہیں۔

ساتھ اس کے ذکر وعبادت کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں بھی انسانات وجنات جو مامور بہ ذکر وعبادت ہیں ان کے ساتھ ذرات عالم بھی شامل ہیں سو اس ذکر وعبادت کو درجہ خاص سمجھنا غلط ہے البتہ یہ درجہ عام ہے۔ اسی طرح عملیات وذکر' کرامات وکشف' زہد وورع' دیدار حق ورسولؐ حال ومعیت' اور اقرار توحید جیسے اعمال واحوال بھی درجہ عموم رکھتے ہیں نہ کہ خصوص۔ اس کی تفصیل رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بعدہ توحید کے باب کے تحت اہل حقیقت کی توحید اور ابلیسی توحید کے فروق کو واضح فرمایا۔ اور توحید وجودی کے حقیقی مفہوم کو ظاہر کیا اور ملحدین کی مراد کی تردید بلیغ فرمائی۔ اور موحدان توحید وجودی کے اقوال مثلاً ''انا الحق'' اور ''لیس فی جبتی سوی اللہ'' وغیرہما کو تاویل شدہ قرار دیا یعنی بتلایا کہ اگر ان کلمات کو اپنے لغوی معنی پر تولا

جائے تو راہ تکفیر کشادہ ہوگی برخلاف اس کے ان کو اصطلاحات تصوف کی روشنی میں حل و تاویل کریں تو ان کے معنی کچھ اور پیش و روبرو ہوں گے۔ جس طرح فرعون کا ''أَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى'' کہنا انیت وربوبیت کا اقرار اور اپنی ذات سے ان کا انتساب کاذب تھا لیکن وہیں شجر وادی ایمن کا ''يٰمُوْسٰى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ'' کہنا پس پردہ کئی حقائق کا متضمن ہے۔ شجر وادی ایمن کا خطاب بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور فرعون کا دعویٰ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی بصیرت جانتی ہے کہ دعوی انیت وربوبیت کس سے روا ہے اور کس سے نہیں؟ سو جس طرح دونوں میں فرق ہے اسی طرح ملحدانہ تصوف و موحدانہ تصوف کی نسبت بھی تباین تام وکلی کی حامل ہے۔ گرچہ اہل تحقیق موحدین نے اس الحاد و زندقہ کی خوب سرکوبی فرمائی لیکن کیا کیا جائے۔

مرہم دیئے، علاج کئے، زخم کو سئے ملحد کی خستگی نہ ہوئی دفع گر چہ ہم

پھر آگے چل کر مصنف گرامیؒ نے ذات وحدہ لاشریک لہ کے ایک وصف کہ جس پر اہل ظاہر و باطن اور مجتہدین امت کا اتفاق ہے ''لا حدلہ'' کے معنی بیان فرمائے اور اس کے سِرّ سے آگہی بخشی، اور اس سِرّ ازلی کا اگر انکشاف ہو جائے تو کسی بھی ذی عقل وشعور پر حقیقت ''وحدۃ الوجود'' یا ''توحید وجودی'' آشکار ہو سکتی ہے۔ ورنہ وہ فقط ایک گفتگوئے فلسفیانہ کی حیثیت سے مناظروں اور مطالعوں میں نظر آئے گی۔ اس حقیقت کا اگر افشاء و اظہار ہو جائے تو بندہ کو اپنی حقیقت سے آگہی مل سکتی ہے اور یہی آگہی ذات حق کے عرفان کی جانب اس کی رہبری کرتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ویں حرف معمہ نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو چوں پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من

نیز اسی رسالہ میں اس بات کی جانب بھی توجہ دلائی کہ عینیت محضہ کفر والحاد ہے اور غیریت محضہ بھی کچھ کمال نہیں (بلکہ شرک خفی ہے) کیونکہ باطل مذاہب کے اہل بھی اسی پر کاربند ہیں۔اور حقیقت میں فیض خاص کا کمال حقیقی بجز قال صحیح حاصل نہیں ہوسکتا ہے کہ جس کے ذریعہ بندہ مقر (اقرار کرنے والا) توحید حقیقی ہوتا ہے اور اس کا ایمان کامل ہوتا ہے۔اور اس کی عینیت عین غیریت اور غیریت عین عینیت ہوتی ہے۔اور مصنف نے شئے کامل کے عنوان کے تحت اسی مضمون کو آشکار فرمایا کہ شئے کامل ''مجتمع الضدین'' ہوتی ہے۔ہاں اس موضع پر فقیر یہ کہتا ہے کہ یہ اجتماع ضدین اور کمال اشیاء کا مفہوم کسی باکمال صاحب عرفان مربی ورہبر سے حاصل کریں ورنہ از مطالعات کتب گمراہی کی راہ استوار ہوگی اور بے کمال رہزن پیر کی صحبت سے رہا سا ایمان بھی ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔سو اس کی تحصیل کی لئے شیخ و مرشد کا جامع الاضداد اور کامل الارشاد ہونا ضروری ہے جس طرح کہ فقیر حقیر کے دادا شیخ و مرشد حضرت افضل العلماء و الکاملین جامع فروع و اصول دین عارف معارف علوم الیقین مفتی سید شاہ مخدوم حسینی حسنی نظامی ابن قادر محی الدین حسینی نظامی قدس سرہما السامی اپنی مایۂ ناز و مشہور زمانہ تصنیف لطیف ''برہان الدین'' میں ''مثنوی قال صحیح'' کے تحت بصورت اشعار اس کا اِشعار واظہار فرمایا ہے۔

عبد و رب میں ہے حقیقی غیریت ... باوجود غیریت ہے عینیت
گرچہ ہر دو میں ہے ذاتاً غیریت ... پر ہے ان دو میں وجوداً عینیت
دو سمجھنا ایک کو شرک خفی ... ایک کہنا دو کو پکی ملحدی
ہے سلامت ایک میں دو میں بلا ... پھر سلامت دو میں ہے یک میں بلا
ایک کے ہیں ایک پھر ہیں دو کے دو ... جامع الضدین ہے یہ گفتگو
جامع الاضداد کامل پیر ہے ... کامل الارشاد کامل پیر ہے

اسی موضوع پر حضرت قدوتنا وشیخنا سیدنا فرد حقیقت آشنائے رمز معرفت حضرت سید شاہ میراں جی خدا نما حسینی چشتی نظامی قدس سرہ السامی خلیفہ اجل شیخ جلیل عارف نبیل قطب الآفاق ختم الولایۃ سید شاہ امین الدین علی اعلیٰ شیر خدا بیجاپوری قدس اللہ سرہ الباری نے اپنی ایک غزل میں اشارہ فرمایا ہے جس کے چند میسر اشعار ملاحظہ ہوں:

دائم شراب شوق کو پی کرمتا اچھوں — باتاں چھپے سو کھول کے نت بولتا اچھوں
بندہ کہوں تو شرک کتے حق کہوں تو کفر — بولو تو از برائے خدا کس وضا اچھوں
نادان کے طعن ستی عارف کو کیا خطر — نامحرموں کو بولتا بے دغدغا اچھوں
مجھ کو خدا نما نہ لکر سب کئے ہیں رد — کیا میں خدا نما نہ اچھوں خدنما اچھوں

المختصر آگے چل کر مصنف نے عرفان و معرفت کی فرضیت اور اس کے ذرائع و اسباب پر روشنی ڈالی، علم معرفت پر متقدمین صوفیاء نے دلائل قائم کئے ہیں' البتہ متاخرین نے اس کو علم مستحب اور علم نفلی از علوم نافلہ سے شمار کیا، مگر متاخرین میں سے بعض نے باتباع قدماء اس کی فرضیت ہی پر زور دیا جس طرح کہ حضور مفتی سید شاہ ابوالفضل مخدوم حسینی خواجہ پیرؒ نے اسی سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''جس طرح علوم ظاہرہ دینیہ کی تحصیل و تکمیل فرض کفایہ ہے اسی طرح علوم باطنہ کی تحصیل بھی فرض ہے، بلکہ معرفت معبود بقدر فہم و استعداد ہر شخص پر فرض ہے۔'' (برہان الدین: ۵۴)

نیز مصنف علامؒ نے معرفت کے ذرائع میں ''شیخ کامل'' اور ''عرفان خودی'' پر روشنی ڈالی، اور عرفان النفس سے متعلق ایک لطیف گفتگو ارشاد فرمائی۔ طبیب وحکیم کی معرفت النفس اور صوفی و عارف باللہ کی معرفت النفس کے فرق کو واضح کیا اور بتلایا کہ طبیب کی معرفت النفس مستلزم نہیں معرفت خداوندی کی' کیونکہ اس کی معرفت واقع و حقیقت کے مطابق نہیں بلکہ وہ ان آثار سے ذات تک رسائی نہیں کرتا بلکہ آثار سے

آثار ہی تک پہنچ پاتا ہے۔

ما طبیبانیم شاگردان حق ۔ بحر قلزم دید ما را فانفلق
آں طبیبان طبیعی دیگر اند ۔ کہ بدِل از راہِ نبضی بنگرند
ما بدِل بے واسطہ خوش بنگریم ۔ کز فراست ما بعالی منظریم

بعدہٗ حضرت دستگیر ساویؒ نے ولایت وکرامت کا حقیقی مفہوم اور اس کے متعلق عوام الناس کے غلط معتقدات کے اسباب ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''مرشدان حقیقی سے انکار کا سبب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے دل میں خود ایک مرشد تراش کر کہتا ہے کہ مرشد وہ ہے کہ اس کے کشف وکرامات اور تصرف واختیار دنیا میں وارد ہو، اور کشف کونی اس کو حاصل ہو۔''

آگے اس کے اس معتقد واعتقاد کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

''وہ نہیں جانتا کہ ہے کہ خرق عادت میں ہر طور پر رام اور لکشمن اور کشن اور مہادیو اور ابلیس ودجال اور ان جیسے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں، پس یہ مرتبہ خاص نہ ہوا پس کیسے صرف خرق عادات والا مرشد ہو جائے گا۔''

مرشد کامل وہی ہے کہ جو ایک مرید کو خلق کی محبت ومقصودیت اور موجودیت سے توڑ کر ذات خالق کی محبت میں گرفتار کردے اس کے جلووں سے سرشار کردے، جس طرح کہ اسی مفہوم کو حضرت مفتی سید شاہ مخدوم حسینی المعروف بہ خواجہ پیر نظامی خدانمائی کرنولی ثم حیدرآبادی رحمہ اللہ الہادی اپنی تصنیف برہان الدین جس کا اصل نام ''رد عقائد باطلہ'' ہے اس میں اس عقیدہ باطلہ کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

پیر ومرشد کامل وہی ہے کہ جس کے عقائد کہ جس کے عقائد واعمال قرآن وحدیث وائمہ دین واکابر اولیاء اللہ کے طریقہ حقہ کے مطابق ہوں، زن وفرزند واہل وعیال ومال ومنال اگر ہو تو بھ وہ سب سے

فارغ و مستغنی رہے ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہے، ''دست بکار دل بیار'' کا مصداق ہو، عینیت حقیقی اصطلاحی و غیریت حقیقی اصطلاحی و ذات و صفات اسمائے الٰہیہ و اسمائے کیانیہ و مسئلہ قرب و معیت و وصل و فصل، و وصل بلا فصل، وصل مع الفصل، وحدت الوجود و احاطہ ذاتی و علمی سے واقف ہو، تنزلات و تجلیات و جملہ عقائد و حقائق و دقائق و معارف و اسرار و اشارات و لطائف و اصطلاحات صوفیاء کو اچھی طرح سمجھا ہوا ہو، شرک و کفر و الحاد و حلول و اتحاد سے اس کی توحید و تفہیم پاک ہو، صوفیاء کے مسائل و ارشادات کو شریعت کے موافق سمجھا سکے۔ پاک عقیدہ و پاک عمل ہو، کرامات و خوارق عادات و تصرفات اس سے صادر ہونا ضروری نہیں کیونکہ اَلْاِسْتَقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کرامت استقامت سے فائق ہے، بہت سے اولیاء ایسے ہوئے ہیں کہ جن سے ایک کرامت و خرق عادت صادر نہ ہوئی۔ سب سے زیادہ کشف و کرامت استقامت ہے، پس ایسے پیر کامل سے قال صحیح و ارشاد حقیقی حاصل کر کے موافق ارشاد عامل رہے تو فضل مولیٰ اس کے حال پر شامل اور عرفان مولیٰ بدرجہ کامل حاصل ہوگا، جو سرمایہ سعادت سرمدی و موجب نجات و رفع درجات ابدی ہے۔'' (برہان الدین، ص:۱۰۸۔ ناشر، بیت العرفان حیدرآباد)

نیز مصنف علام حضرت دستگیر صاحب ساویؒ نے کرامات کی حقیقت کے باب میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتاب ''تکمیل الایمان'' اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی تصنیف ''الفتوحات المکیہ'' سے مضمون سے متعلق اقتباسات نقل فرمائے ہیں۔

بعد اس کے علم توحید (جو کہ کمال حقیقی ہے فیض خاص کا) کی فضیلت اور اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی اور شیخ عبدالکریم جیلی کے حوالہ سے ''ادراک ذات'' کا مفہوم بیان

کیا۔ اور قال صحیح کو حال کے التزام کی ضرورت بتلاتے ہوئے لکھا کہ جو قال بغیر حال کے ہو وہ قال صحیح نہیں قال غیر صحیح ہے۔ مختصراً اگر اس رسالہ فیض کے مضامین پر روشنی ڈالی جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ رسالہ فیض کا آغاز ''حقیقت فیض'' کے عنوان سے ہوتا ہے اور وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ''فیض حقیقت'' کے عنوان پر ختم ہوتا ہے۔ اور اسی باعث ہم نے اس ترجمہ کا نام اس رسالہ کے تمام وکمال درجہ کے مضمون سے ربط ومناسبت پر ''فیض الحقیقت'' رکھا۔ بس کہ اب اس مقام پر میرے عجز وفقر اور جہل نے مجھے آواز دینی شروع کی سو ''قلم ایں جا رسد و سر بشکست''۔ وھو الھادی الی الصواب والیہ المرجع والمآب۔

کس نمی گوید م از منزل آخر خبرے

صد بیاباں بگزشت و دگرے در پیش است

حق تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اس ترجمہ کو خوب سے خوب تر مقبولیت عطا فرما اور اس میں نور کو جاگزیں کر دے کہ جس سے اہل دل کے دل نورانیت پا سکیں جو کچھ ترجمہ میں خامیاں ہوں ان کو درگذر فرما اور جو کچھ خوبیاں ہوں انہیں قبول ومنظور فرما، اے بار الٰہ اس سعی ناقص کو جزاء تام عنایت فرما' جو کوتاہیاں باطن وظاہر میں ہوئیں ان کو درگذر فرما۔ آمین بحرمۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سگ آستان یار

فقیر الی اللہ الغنی المغنی مولوی سید ابرار صابری نظامی حماہ اللہ بلطفہ الحامی

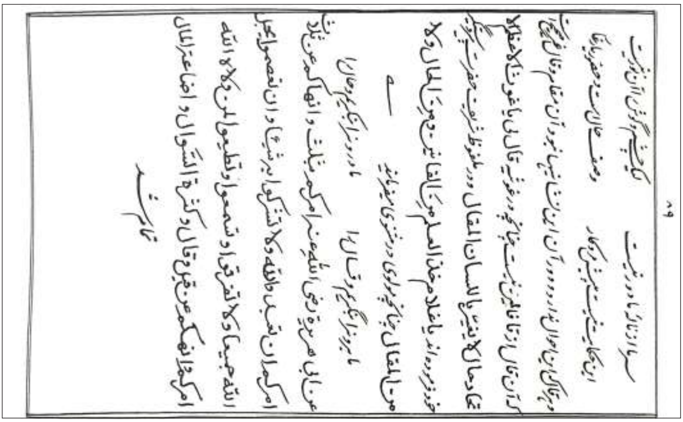
ابن سید شاہ عظیم الدین صابری امین اللہ شاہ چشتی قادری

مؤرخہ: 9/ جون 2025ء م ۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ

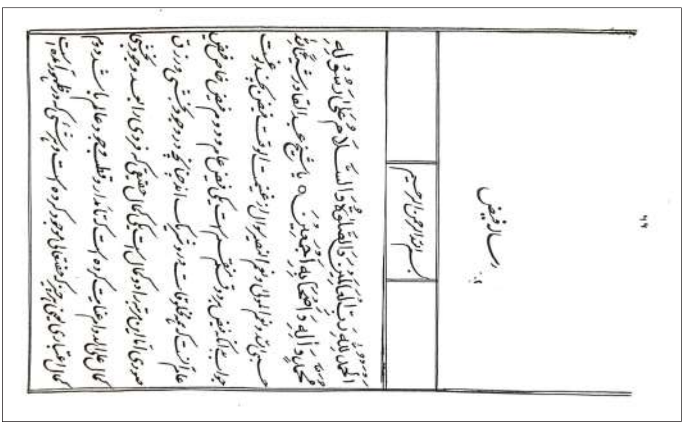
بروز پیر۔ بوقت بعد العشاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسالہ فیض کے مخطوطہ کے پہلے اور آخری صفحہ کا عکس



(آخری صفحہ)



(پہلا صفحہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ فیض

(تقسیم فیض)

الحمد لِلّٰہِ رب العالمین ○ و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ محمد و آلہ و اَصحابِہِ اجمعین ○ یا شیخ عبد القادِر شیئًا لِلّٰہ، حسبی اللہ و نعم المولیٰ و نعم النصیر ○

کل حمد سزاوار ہے اللہ کے لئے جو جمیع عوالم کا پروردگار ہے، اور درود وسلام ہو اس کے فرستادہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر۔ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ، میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی بہترین والی و مددگار ہے۔

سوال از غنیمت الوقت: فیض بچند نوع ست؟

سوال (کتاب) غنیمت الوقت سے: فیض کتنے قسم پر ہے؟

جواب: بدان کہ فیض بر دو قسم منقسم است؛ یکے فیض عام و دوم فیض خاص۔

فیض کو دو قسم پر تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ پہلا فیض عام

۲۔ اور دوسرا فیض خاص۔

فیض عام اور اس کے کمالات:

فیض عام آنست که همه مخلوقات درو شریک اند، چنانچه در وجود بخشی و رزق صوری، اما ایں مرتبه را دو کمال است؛ یکے کمال حقیقی که فردے را بعد وجود بخشی کمال علی الدوام عنایت کرده است که تا مدار و قطب وجود عالم باشد۔

فیض عام: فیض عام وہ (فیض) ہے کہ جس میں تمام مخلوقات (فیض کے حاصل کرنے) میں شریک ہیں۔ جیسے وجود بخشی اور ظاہری رزق[1] (دنیاوی) میں۔

اب اس مرتبہ (فیض عام) کے دو کمالات ہیں؛

① پہلا کمال حقیقی کہ ایک فرد کو (فیاض مطلق) وجود عطا کرنے کے بعد دائمی کمال عطا کرے یہاں تک کہ وہ مدار و قطب وجود عالم ہو جائے۔

دوم کمال اعتباری یعنی ہر چیز که حق تعالیٰ موجود کرده است و ہر شئے که در ظہور آمده است مظہر اتم وجود مطلق است۔ اگرچه در بعضے ظہور تمام مراتب بالفعل است و در بعضے بالقوه، لیکن ہر ذره کامل و مطلق است بلکه اے عزیز عدم نقصان ست و وجود کامل قطع نظر از اطلاق و تقید و بالفعل و بالقوه و کمال حقیقی در مخلوقات نیست مگر صاحب ولایت

---

[1] رزق ظاہری سے مراد کھانا، پینا اور قسم قسم کی حسی نعمتیں وغیرہا۔ اور باطنی رزق سے انواع معارف و روحانی لذتیں مراد ہیں۔ جیسا کہ مصنف علام نے اپنی کتاب و شرح ''شرح عقائد جامیؒ '' کے ابتدائیہ میں ہی حمد خداوندی کے تحت اس کی تفصیل بیان کی ہے: ''نیز پرورش عالم برزق ظاہری علی العموم از طعام و شراب و گونا گوں نعمتہائے حسی، و برزق باطنی علی الخصوص از انواع معارف و لذائذ روحانی فرمود''۔ (شرح عقائد جامی۔ مخطوطہ۔ صفحہ نمبر 01)

مطلقه را که قطب و مدار مطلق است که ہمیشه در حقیقت بالفعل مظهر اتم مطلق است، که بے مظهر اتم بالفعل شدن واسطۂ فیض الٰهی درمیان تمام موجودات بودن چگونه صورت بندد، پس او را اتمیت بالفعل ہمیشه ثابت ست، لہٰذا واسطۂ فیض الٰهی در تمام مخلوقات شده، چنانچه فرموده اند **اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰهِ کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُوْرِیْ**

(۲) **دوسرا کمال اعتباری:** یعنی ہر وہ چیز کہ جس کو حق تعالیٰ نے موجود کیا ہے یا ہر وہ چیز جو ظہور میں آئی ہے وجود مطلق کی مظہر اتم ہے۔ اگرچہ کے بعض (اوقات) ظہور میں (اس چیز کے) تمام مراتب بالفعل ہوتے ہیں اور بعض میں بالقوہ۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہر ذرہ کامل اور مطلق ہے، بلکہ اے عزیز! اطلاق وتقید اور بالقوہ و بالفعل کے قطع نظر عدم ناقص ہے اور وجود کامل۔ اور حقیقی کمال (کمال حقیقی جس کی تعریف سابق میں مذکور ہوئی) مخلوقات میں نہیں ہے، مگر ولایت مطلقہ کے رکھنے والے کو جو کہ قطب و مدار مطلق ہے اور حقیقت میں بالفعل (ذات) مطلق کی مظہر اتم ہے کیونکہ (اسکے) بالفعل مظہر اتم ہوئے بغیر تمام موجودات کے درمیان فیض الٰہی (کو پہنچانے) کا واسطہ ہونے کے لئے کس طرح صورت بنے گی، پس اس (صاحب ولایت مطلقہ) کو بالفعل اتمیت ہمیشہ ثابت ہے۔ اسی لئے وہ تمام مخلوقات میں فیض الٰہی کا واسطہ (ثابت) ہوا۔ جیسا کہ (سرکار دو عالمؐ قطب و وجود عالم) فرماتے ہیں: ''میں اللہ کے نور سے ہوں اور ہر چیز میرے نور سے ہے''۔

ف: ہر شئے مظہر اتم:

فائده: اے عزیز! قبل از وجود عالم ذات مخلوق مطلق صلی اللہ علیه وسلم تمام موجودات ست و ہمه ذرات درو ست و ہر ذرّه مراتب داخلی آنحضرت است معه مراتب دیگر لہٰذا ہر ذره از موجودات خارجی مظهر اتم و صاحب اطلاق است موافق مُظهر

خود، چنانچہ در مثنوی است ۱

۱ مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر سوم صفحہ نمبر ۱۰۵۔ ناشر، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

❁ ..... کشاف معارف وعلوم صاحب اسرار مکتوم مولانائے روم علیہ الرحمۃ کے ان دو اشعار ''عالم افسردہ است۔ الخ سے حضرت مصنف علیہ الرحمۃ مذکورہ مضمون کا اثبات چاہتے ہیں یعنی جو کہا گیا کہ عالم اپنے مراتب ظہور میں کبھی بالقوہ ہے کبھی بالفعل اس مضمون کی تشریح اس شعر میں مولانا نے فرمائی ہے کہ تمام عالم مردہ نہیں بلکہ افسردہ وجامد ہے یعنی اس میں حیات اور اس کے لوازم بھی موجود ہیں مگر وہ ان میں بالقوہ موجود ہیں ان کا بالفعل ہونا کائنات عالم میں تحت قدرت حقہ ہے جس کے ورود کا مشاہدہ ہر کوئی ہر وقت نہیں کر سکتا الا یہ کہ منشاء الٰہی متقاضی ہو اس کے ظہور کا، لیکن ملحوظ خاطر رہے کہ اس کا ظہور منتفی نہیں بلکہ واقع ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے جبل احد کے متعلق: إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ (مسلم، کتاب الحج) یعنی بیشک (جبل) احد ایک ایسا پہاڑ ہے کہ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں' سو اس میں وصف ''حب'' سے آقائے دو عالمؐ نے ایک پہاڑ جامد کو متصف کیا اور حب مستلزم ارادہ ہے کیونکہ ارادہ کے مراتب میں ایک حب بھی ہے سو وہ با ارادہ ہوا' سو اس کو حیات بھی مستلزم ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہر شئے جو وجود میں آئی ہے وہ وجود مطلق کی مظہر اتم ہے خواہ وہ کبھی بالقوہ ہو خواہ کبھی بالفعل ہو۔ اسی طرح اس عالم کی بالفعلیت کو روز حشر جب سورج سوا نیزے کی بلندی پر آجائے گا ان کی حیات ہر ایک شخص دیکھ لے گا۔ جیسا کہ احادیث وآیات قرآنیہ میں ان کے کلام وحیات کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اسی مسئلہ (شئے کا کبھی بالقوہ و بالفعل ہونا) کی توضیح وتشریح حضرت سید شاہ ابوالحسن قربی ویلوری خلیفہ خاص حضرت مؤلف علام رحمہما اللہ کے رسائل میں بھی ہمیں ملتی ہے جیسا کہ حضرت قربی ویلوریؒ اپنے رسالہ ''خلاصۃ العرفان'' میں مسئلہ تجدد امثال کے باب میں رقم طراز ہیں کہ: ''مسئله: تجدد امثال در مراتب داخلی و خارجی ہر شئ است، چنانچه طفل را که مراتب داخلی او بعضے بالفعل می شود و بعضے بالقوه، یعنی مراتبِ طفلی بالقوه می شود' و مراتب صبا بالفعل' و مراتب صبا بالقوه می شود و مراتب بلوغ بالفعل' و مراتب بلوغ بالقوه می شود و مراتب جوانی بالفعل' و مراتب جوانی بالقوه می شود و مراتب کهولت بالفعل' و مراتب کهولت بالقوه می شود و مراتب شیخوخة بالفعل الی مالانهایة له۔ الخ''۔ (ترجمہ اردو) مسئلہ: تجدد امثال ہر شئے کے داخلی وخارجی مراتب میں ہے۔ جیسا کہ طفل کہ جس کے مراتب داخلی بعض بالفعل اور بعضے بالقوہ ہوتے ہیں، یعنی مراتب طفلی بالقوہ اور مراتب صبا بالفعل، اور مراتب صبا بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب بلوغ بالفعل، اور مراتب بلوغ بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب جوانی بالفعل، اور مراتب جوانی بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب کہولت بالفعل، اور مراتب کہولت بالقوہ ہوتے ہیں اور مراتب شیخوخت بالفعل، الی مالانہایۃ لہ۔ (رسائل قربی۔ ص 95 تا 96۔ مترجمہ مولانا مولوی محمد طبیب الدین اشرفی مونگیری صاحب، شائع کردہ دار التصنیف والاشاعت، مکان حضرت قطب ویلورؒ)

غرض اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے رہبر کامل مرشد عامل کی صحبت ضروری ہے کہ جس کے فیض نظر سے ہی ہمارے افہام وحواس بھی وادی بالقوہ سے بالفعل کی سبز گیتی میں لہلہانے لگیں۔ (از مترجم)

عالم افسردہ است نام او جماد — جامد افسردہ بود اے اوستاد
باش تا خورشید حشر آید عیاں — تا بہ بینی جنبش جسم جہان

فائدہ: اے عزیز! کائنات کے وجود (میں آنے) سے پہلے مخلوق مطلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہی تمامی موجودات تھی اور تمام ذرات (عالم) ان میں (مندمج) تھے۔ اور ہر ذرہ آں حضرتؐ کے مراتب داخلی ہے دیگر مراتب کے ساتھ۔ اسی لئے ہر وہ ذرہ جو فی الخارج موجود ہے مظہر اتم ہے اور مطلق ہے۔ اپنے ہی مُظہر کے مطابق۔ جیسا کہ مثنوی میں ہے۔ (شعر) عالم ٹھٹڑا ہوا ہے اور اُس کا نام جماد ہے، اے استاد! جامد ٹھٹڑا ہوا ہوتا ہے، ٹھہر جا کہ حشر کا سورج نمودار ہو، تا کہ تو دنیا کے جسم کی حرکت کو دیکھ لے۔

و چنانچہ ذات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ مراتب داخلی خود مظہر خارجی مراتب داخلی خالق مطلق است ہمچناں دریں موجودات از علوی تا سفلی از ارواح تا اجسام مظاہر خارجی مخلوق مطلق است۔

اور جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ اپنے مراتب داخلی کے ساتھ خود ان خارجی مراتب کے مظہر ہیں جو کہ خالق مطلق کے داخلی مراتب ہیں، اسی طرح ہی ان موجودات میں علوی سے سفلی تک، ارواح سے اجسام تک (تمام) مخلوق مطلق کے مظاہر خارجی ہیں۔ (یعنی مافوق ماتحت کے لئے مُظہر ہے جب کہ ماتحت اس مافوق کا مظہر ہے۔ اور جمیع مخلوقات اپنے مافوق مخلوق مطلقؐ کے مظاہر خارجی ہیں)۔

کمال اعتباری (مزید وضاحت):

کمال اعتباری آں ست کہ باقی مخلوقات مراتب بالقوہ خود در بعضے وقت بالفعل می شود و الا بالقوہ می باشد، اما ایں اعتبار را

باعتبار ما تحت خود کمال می گویند و الا باعتبار ما فوق خود نقصان است، ازانست کمال مظاهر خارجی مراتب داخلی آنحضرت را اعتباری گفته شد، و کمال ذات آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم را در مخلوقات کمال حقیقی نسبت نموده آمد و همه موجودات را مرتبۂ اتمیت و اطلاق بو اسطۂ ذات آنحضرت صلی اللہ علیه و سلم ثابت است خواه بالفعل باشد خواه بالقوه اینست فیض عام۔

و چنانچه کمال بالفعلیت اعتباری در افراد انسان کاملان اہل تحقیق از انبیاء و بعضے اولیا ہست در اصحاب شمال خواه از اجنه باشد مثل ابلیس و رام و کشن و لچھمن، خواه آدمیان مثل دجال و ساحران نیز ہست چنانچه در احوال ابلیس و دجال احادیث شنیده باشی و کذلک احوالات اصحاب شمال مذکور از کتب تواریخ معتبره، القصه آنچه مذکور شد مرتبه فیض عام و کمال اعتباری مر مخلوقات همه عام است۔

کمال اعتباری سے مراد یہ ہے کہ باقی مخلوقات جو اپنے مراتب بالقوہ رکھتی ہیں بعضے اوقات وہ بالفعل ہوتے ہیں، یا نہیں بالقوہ ہی رہتے ہیں۔ لیکن یہ اعتبار اپنے ماتحت کے اعتبار کے ساتھ خود کمال کہلایا جاتا ہے۔ یا برخلاف اس کے اپنے مافوق کے اعتبار سے نقصان ہے۔ یہیں سے ہے کہ مظاہر خارجی کا کمال آنحضرتؐ کے مراتب داخلی کے لئے اعتبار کہا جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کا کمال مخلوقات میں کمال حقیقی کے لئے نسبت (واسطہ) بن کر آیا ہے اور تمام موجودات کو مرتبۂ اتمیت و اطلاق واسطۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (وہ مرتبہ اتمیت و اطلاق) خواہ بالفعل ہووے یا بالقوہ۔ یہ فیض عام ہے۔

پس یہ کمال اعتباری بالفعل انسانی افراد کاملان اہل تحقیق جیسے انبیاء کرام اور بعضے اولیاء میں ہوتا ہے، اور اصحاب شمال خواہ وہ جنات سے ہوں جیسے ابلیس، ورام، وکشن اور لکشمن، خواہ وہ آدمیوں سے ہوں جیسے دجال اور جادوگر میں بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابلیس اور دجال کے احوال کے بابت تو نے احادیث سنی ہیں۔ اور اسی طرح مذکورہ اصحاب شمال کے حالات بھی معتبر تاریخی کتب سے تو نے سنے ہیں۔ الغرض وہ جو کچھ ذکر کیا گیا مرتبہ فیض عام وکمال اعتباری جمیع مخلوقات کے لئے عام ہے۔

فیض خاص اور اس کے کمالات:

قسم دوم مرتبہ فیض و در آن نیز دو کمال است یکے کمال حقیقی کہ آنحضرت را علی الدوام است ہم باعتبار وجود کہ فیض عام است و ہم باعتبار علم و خبر کہ فیض خاص و در آن یافت وصول و حصول قرب و شہود مطلق است چنانچہ حضرت مولوی معنوی دریں باب اشارہ کردہ میفرمایند۔ نظم[1]

پس رسول آن گفت شان را فہم کرد
گفت آن خندہ نبودم از نبِرد

مردہ اندیشاں و بوسیدہ فنا
مردہ کُشتن نیست مردی پیش ما

خود کِیَند ایشاں کہ مَہ گردد شگاف
چونکہ من پا بفشرُم اندر مَصاف

انگہے کا زاد بُودید و مَکیں
من شمارا بستہ می دیدم چنیں

نقشِ تَن را تافتاد از بام طَشت
پیشِ چشمم کُلّ آت آت گشت

بنگرم دَر غُورہ می بینم عیاں
بنگرم دَر نیست شئے بینم عیاں

بنگرم سِر عالمے بینم نہاں
آدم و حوا نرُستہ از جہاں

من شُمَا رَا وقت ذرّاتِ اَلَسْت
دیدم با بستہ و میکوب بست

[1] مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر سوم، صفحہ نمبر ۴۳۰، ۴۳۱، ناشر سب رنگ کتاب گھر۔

از حدوث و آسمان بے عمد　　آنچه دانسته بودم افزون نشد
من شُمَا رَا سر نگوں می دیده ام　　پیش ازاں کز آب و گل پالیده ام

مرتبہ فیض کی دوسری قسم (یعنی فیض خاص) اس میں بھی دو کمال موجود ہیں۔

(۱) ایک کمال حقیقی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دائمی طور پر حاصل ہے۔ باعتبار وجود بھی جو کہ فیض عام ہے اور باعتبار علم وخبر بھی کہ جو فیض خاص ہے۔ اور اسی (فیض خاص) میں وصول وحصول قرب وشہود مطلق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولوی معنوی (مولانا رومؒ) اسی باب میں اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

(شعر) پس رسولؐ ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے، فرمایا وہ میرا ہنسنا جنگ کے معاملہ میں نہ تھا، وہ مردہ ہیں' اور فنا سے گلے ہوئے ہیں، مردے کو مارنا ہمارے نزدیک بہادری نہیں ہے، وہ کیا ہیں' بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے، جب میں میدانِ جنگ میں قدم جمالوں، جس وقت کہ تم آزاد اور مقیم تھے، میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا، جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے، ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے، میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں، میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھتا ہوں، میں عالم غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہان دیکھ لیتا ہوں، جب کہ آدمؑ اور حواؑ دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے، میں نے تمہیں' الست کی چونٹیوں کے وقت پابہ زنجیر اور اوندھا اور ذلیل دیکھا ہے، بے ستون آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں، جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا، میں نے تمہیں اوندھا دیکھا ہے، اِس سے پہلے کہ میں نے آب وگل سے پرورش پائی ہے۔

دوم کمال اعتباری چرا کہ ایں کمال کہ مردم راست بواسطۂ کمال حضرت است لہٰذا اعتباریست و درین دو مرتبہ ست یکے مرتبۂ خاص کہ جن و انس را بسبب ارسال رسل و انزال کتب و

وعدہ و وعید و مانند آن از دیگر موجودات خصوصیت حاصل شد و دریں مرتبہ اقسام لا یحصٰی است اما مجموع بہ پنج قسم منقسم می شود؛ قسم اول کفار ثقلین کہ مخاطب بر امر شریعت شدند و دین قبول نکردند، دوم جہال و فساق مسلمین کہ بجز کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چیزے دیگر نمی دانند و عملہائے ناشائستہ می کنند۔ نوع سیوم عالمان بے عمل اند، نوع چہارم زاہدان و ذاکران عاملان بے علم، نوع پنجم علمائے صالح و مفتیان عالم۔

② دوسرا کمال اعتباری (ہے) اس لئے کہ یہ کمال لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے (حاصل) ہے اسی لئے اعتباری ہے۔ اور اس (کمال) میں دو مرتبہ ہیں۔

پہلا مرتبہ جو خاص ہے جنات و انسانوں کے ساتھ بہ سبب اس کے کہ (ان کے حق میں) رسولوں کو بھیجا گیا اور کتابوں کو نازل کیا گیا اور ان کو (نیک کاموں پر) وعدہ اور (برے کاموں کے بدلہ) وعید کی گئی۔ اور (یہ مرتبہ خاص ہے) ان جیسے دیگر موجودات (عالم) کے ساتھ جن کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔

اور اس مرتبہ میں (اتنے) اقسام (کے لوگ شامل) ہیں جو لا تعداد ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر ان کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:۔

پہلی قسم: کفار جنات و انسانات، کہ جو احکام شریعت کے مخاطب تو ہیں مگر دین اسلام قبول نہیں کرتے۔

دوسری قسم: جاہل و فاسق مسلمان، کہ جو سوائے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کچھ نہیں جانتے اور ان کے اعمال بھی (شرعی نقطہ نظر سے) نامناسب ہیں۔

تیسری قسم: بے عمل علماء ہیں۔

چوتھی قسم: ایسے زاہدٗ ذاکراور عامل کہ جن کو(اپنے عمل کا ہی) علم نہیں ہے۔

پانچویں قسم: صالح علماء ومفتیان کرام ہیں۔

علم ظاہر بے علم باطن:

و ایں ہمہ انواع مردمان در مراتب خویش باعتبار ما تحت خود خاصیت و اعتبار ما فوق خود عام بلکہ نزدیک عارف کامل مرتبۂ ریاست و شجاعت و خرق عادت و کشف کرامات باعتبار ما فوق خود نیز عام است، چنانچہ در کلام علم ظاہر با علماء صالح سلاطین و امراء عالم عادل و ظالم و فساق و مردمان مذاہب باطلہ مثل رفاض و خوارج و دہریہ و مانند آں داخل اند بلکہ کفار بعض مثل حکماء فلاسفہ و بہمن و کایت و غیر آں شریک و شامل اند پس ایں مرتبۂ عام است بلکہ ببعض اعتبار مثل مذمت ایں علم ظاہر کہ خالی از علم باطن است در کلام بزرگان آمدہ چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ السامی فرمودہ اند ۔

زانکہ اندر رہ خدا دانی　　جہل علم است و علم نادانی

و حضرت شیخ سعدی فرمودہ اند ۔

کسے را درین بزم ساغر دہند　　کہ وا روئے بیہوشیش در دہند

و ہمچنین حق سبحانہ و تعالیٰ در غوثیہ فرمود **"لیس لصاحب العلم عندی سبیل مع العلم الا بعد انکارہ"**[1] جائے دیگر است **"سألت ربی تعالیٰ ما علم العلم فقال ھو الجھل**

[1] رسالہ غوث الاعظمؓ المعروف بہ رسالہ غوثیہ۔ص34،قول:61،سنہ اشاعت ماہ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ،اکتوبر ۱۹۸۷ء،جاری کردہ خانقاہ مخدومیہ،فتح دروازہ حیدرآباد۔

عنه" [1] و مانند این اقوال بسیار است و ہمچنین در عمل و ذکر عاملان مع ذاکران ذرات عالم شامل اند قوله تعالیٰ ﴿**و ان من شیء الّا یسبح بحمده و لکن لا تفقهون تسبیحهم**﴾ حضرت شیخ سعدی فرمایند [2]

بذکرش ہر چه بینی در خروش است ولی داند دریں معنی که گوش است
نه بلبل ہر گلشن تسبیح خوان که بر خاری به تسبیحش زبانست

درین اقوال بسیار است

اور یہ تمام اقسام کے لوگ اپنے ہی مراتب میں اپنے نیچے والے کے اعتبار سے خود خاص ہیں، اور اپنے اوپر والے کے اعتبار سے عام۔ برخلاف اس کے (ایک) عارف کامل کے نزدیک سرداری وشجاعت وخرق عادت وکشف وکرامات (جیسے اوصاف کا حامل) مرتبہ بھی اپنے مافوق کی نسبت خود عام ہے۔ جیسا کہ علم ظاہر میں علماء صالح کے ساتھ ساتھ سلاطین ودنیوی امراء اور عادل منصف اور ظالم اور فاسقین اور باطل مذاہب کے لوگ جیسے رافضی وخارجی ودہریہ اور ان جیسے لوگ بھی داخل ہیں۔ بلکہ بعض کفار جیسے حکماء وفلاسفہ اور بہمن وکایت وغیرہ بھی اس (وصفیت وکمال) میں شامل ہیں۔ پس اسی وجہ سے یہ مرتبہ (کمال) عام ہے (خاص نہیں)۔ بلکہ بعض اعتبار سے ایسے علم ظاہر کی مذمت بھی بزرگان دین کی گفتگو میں آئی ہے جو کہ علم باطن سے خالی ہو۔ جیسا کہ مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: (شعر) معرفت حق تعالیٰ کے راستہ میں، جہالت علم ہے اور علم نادانی ہے۔ اور حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں: (شعر) اگر کسی کو اس کی محفل

---

[1] رسالہ غوث الاعظمؓ المعروف بہ رسالہ غوثیہ۔ ص 41، قول: 72، سنہ اشاعت ماہ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ، اکٹوبر ۱۹۸۷ء، جاری کردہ خانقاہ مخدومیہ فتح دروازہ حیدر آباد۔

[2] گلستان سعدی، حضرت سعدی شیرازیؒ، باب دوم در اخلاق درویشان، حکایت ۲۶۔

میں ساغر نصیب ہو جائے، تو ساتھ اس کو بیہوشی کی دوا میں ملا کر پلا دیتے ہیں۔

اور اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ ''رسالہ غوثیہ'' میں فرماتا ہے ''کسی صاحب علم کو میری جناب تک راہ نہیں مگر بعد اس کے کہ وہ اس دانائی کا (اپنی ذاتی ہونے سے) انکار کر دے۔'' دوسری جگہ ہے ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے پوچھا علم العلم کیا ہے؟ تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس علم سے لاعلمی ہے۔ اور اس طرح کے اقوال بہت ہیں۔ اور اسی طرح عمل (عبادت) و ذکر میں عاملوں (عابدوں) اور ذاکروں کے ساتھ ذرات عالم بھی شامل ہیں۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے، اور کوئی شئے ایسی نہیں ہے مگر وہ اس کی حمد و تسبیح بیان کرتی ہیں لیکن تم ان کی تسبیح کرنے کو سمجھ نہیں سکتے۔ حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں: (شعر) اس کی یاد میں تو جس کو دیکھے شور مچا رہا ہے، مگر اس کو وہی سمجھتا ہے جس کے کان ہوں، صرف بلبل ہی اس کی پھول پر تسبیح خوان نہیں، بلکہ ہر کانٹا اس کی تسبیح کی زبان بنا ہوا ہے۔ اور اس باب میں (وارد) اقوال بہت کثیر ہیں۔

عملیات و ذکر خاص نہیں عام ہیں:

پس عمل و ذکر خاص نشد پس ہمچنیں کشف و کرامات و خرق عادات چرا کہ در خرق عادات مع اھل حق از انبیاء و اولیاء و مسلمین و اجنہ مثل ابلیس و رام و لچھمن و کشن و کفار مثل دجال وغیرہ شامل اند پس مرتبۂ خاص نباشد و ہمچنیں ریاست و حکومت چرا کہ دریں نیز مع اہل حق ظالمان و یہود و نصاریٰ و کفار شریک اند، پس عام تر باشد۔

پس عمل و ذکر اور کشف و کرامات وخرق عادات بھی (کمال) خاص نہیں۔ اس لئے کہ خرق عادات (کے معاملہ) میں اہل حق جیسے انبیاء و اولیاء اور عامۃ المسلمین کے

ساتھ ساتھ جنات جیسے ابلیس ورام ولکشمن اور کشن، اور کفار جیسے دجال وغیرہ بھی شامل ہیں۔پس (یہ) مرتبہ خاص نہ ہوا۔ اور اسی طرح سرداری وحکومت (بھی خاص نہیں) اسی لئے کہ اس میں بھی اہل حق (منصفوں) کے ساتھ ساتھ ظالمین و یہود ونصاریٰ اور کفار بھی شریک (حال) ہیں۔پس (یہ مرتبہ) بہت ہی عام ہے۔

زہد وورع درجہ عام ہے:

و کذلک در زہد و ورع یعنی در ترک کردن دنیا و طعام و شراب و کلام و ازواج و صحبت مردم و اختیار کردن خلوت و تنهائی و در دیگر ریاضت شاقه مع حق شناسان و جوگیان وغیره آن شریک اند، پس این نیز عام باشد نه خاص

اور اسی طرح زہد وورع یعنی دنیا، کھانے و پینے، اور گفتگو کرنے، اور شادی کرنے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کو ترک کر دینے اور خلوت وتنہائی کو اختیار کر لینے، اور دیگر مشقتوں والی ریاضتوں (کے معاملہ) میں حق شناسوں کے ساتھ ساتھ جوگی حضرات بھی شریک ہیں۔پس یہ بھی عام ہوا نہ کہ خاص۔

رؤیت الٰہی و دیدار رسولؐ بھی عام ہے:

بلکه نزدیک محققان قدس الله اسرارهم رؤیت حق سبحانه و رؤیت رسول الله صلی الله علیه وسلم و حال و وصل و قرب و شهود و همه اوست وغیر موجود نیست گفتن و دانستن و غیریت و جدائی محض اعتقاد کردن و اقرار نمودن مرتبۂ عام و غیر کمالست چراکه رؤیت حق تعالیٰ و خلق را عام است چنانچه در

روز قیامت اصحاب یمین و اصحاب شمال ہمہ خواہند دید۔

چنانچه در حدیث آمده **اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ (یوم القیامة) عِیَانًا**[1] و در مشکوة المصابیح آمده **عَنْ أَبِیْ رَزِیْنِ الْعُقَیْلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکُلُّنَا یَرٰی رَبَّہٗ مُخْلِیًا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ مَا آیَةُ ذٰلِکَ فِی خَلْقِهٖ؟ قَالَ: یَا أَبَا رَزِیْنٍ أَلَیْسَ کُلُّکُمْ یَرَی الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِیًا بِهٖ؟ قَالَ: فَأَنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَجَلُّ وَ اَعْظَمُ۔ رواہ ابو داؤد**[2]

و در بہشت ہمہ مسلمانان و انبیاء و اولیاء خواہند دید چنانچه در قرآن است ﴿**وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ**﴾[3] پس رؤیت خدا عام است چنانچه در سلسلة الذهب حضرت مولوی جامی میفرمایند

روز محشر که بر عموم بشر حق تجلی کند بجمله صور

و ہمچنیں رؤیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم چرا که در مکه و مدینه ہمہ مومنان و منافقان و کافران دیدند و نیز در عالم برزخ خواب و در قیامت خواہند دید پس خاص نباشد۔

سوا ان کے اہل تحقیق قدس اللہ اسرارہم کے پاس تو حق سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار، اور حال، وصل وقرب، اور شہود، اور تمام (کائنات میں) وہی ہے اس کا غیر موجود نہیں ہے کہنا اور جاننا اور غیریت وجدائی (درمیان عبد ورب) کا فقط عقیدہ رکھنا اور اقرار کرنا (بھی) عام ہے اور کمال نہیں ہے، اسی لئے کہ حق تعالیٰ کی

---

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری للعسقلانی، المجلد الثالث عشر، رقم الصفحة: 430، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ﴾ رقم الحدیث: 6997، ط دار الریان للتراث

[2] مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح، المجلد التاسع، رقم الصفحة: 3603، ط دار الفکر مشکوٰة المصابیح، باب رؤیة اللہ فی الفصل الثالث، رقم الصفحة: 501، ط فیصل پبلیکشنز

[3] القرآن الکریم، سورة القیامة، الآیة: 42,43۔

رؤیت مخلوق کو عام ہے۔ جیسا کہ بروز قیامت اصحاب یمین واصحاب شمال تمام کے تمام (اللہ کو) دیکھیں گے۔

جیسا کہ حدیث مبارک میں آیا ہے ''بیشک تم عنقریب اپنے رب کو (روز قیامت) اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ اور ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں (حدیث) آئی ہے۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے (آپؐ سے سوال کرتے ہوئے) کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہم تمام کے تمام روز قیامت اپنے رب کو بلا رکاوٹ دیکھیں گے، اور (اگر دیکھیں گے تو) اس کی مخلوق میں اس (دیدار کی مثل) کی کیا نشانی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابورزین کیا تم سب چودھویں کی رات کو چاند بغیر رکاوٹ کے نہیں دیکھتے؟ (مزید آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) ارشاد فرمایا: بیشک وہ چاند تو اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، اور اللہ تو بڑا ہی بزرگی والا اور عظمتوں والا ہے۔ اس کو ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔

اور بہشت میں (بھی) تمام مسلمان، انبیاء واولیاء (اللہ کو) دیکھیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں (وارد) ہے۔ ''چند چہرے اس دن خوش وخرم ہوں گے، اور اپنے رب کی جانب (بہ توجہ کاملہ) تک رہے ہوں گے۔'' پس (ثابت ہوا کہ) رؤیت خدا عام ہے۔ جیسا کہ (کتاب) ''سلسلۃ الذہب'' میں حضرت مولوی جامیؒ فرماتے ہیں۔

(شعر) حشر کے دن ہر ایک بشر پر، حق تعالیٰ تمام صورتوں میں جلوہ گری فرمائے گا۔

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بھی (عام) ہے، اسی لئے کہ شہر مکہ ومدینہ میں تمام اہل ایمان اور منافقین وکفار نے (آپؐ کو) دیکھا ہے، نیز عالم برزخ خواب میں اور قیامت میں بھی دیکھیں گے۔ پس (دیدار رسولؐ بھی) خاص نہ ہوا۔

حال اور معیت حق بھی عام ہے:

و حال کہ عبارت از معیت حق تعالیٰ با اشیاء است چنانچہ در غوثیہ آمدہ کہ **الاتحاد حال و وصل و قرب** نیز آنرا گویند ہم عامست چنانچہ مثنوی فرمودہ ۔

قرب حق و رزق بر جملہ ست عام　　قرب وحی عشق دارند ایں کرام

چنانچہ گفتہ اند ۔[1]

دوست نزدیکتر از من بمن است　　عجب اینست کہ من ما زوی دورم

قال اللہ تعالیٰ ﴿**وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ**﴾[2] و ﴿**نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ**﴾[3] و ﴿**فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**﴾[4] پس حال نیز عام است یعنی ہر شئی را حاصل است بلکہ بدون معیت حق تعالیٰ بوجود آمدن شئے محال است و حضرت شیخ محی الدین علی بن عربی قدس سرہ در فتوحات و در باب سادس و عشرون در معرفت اقطاب الرموز و تلویحات فرمودہ اند: **"و اما سر الحال فھو الدیمومۃ و ما لھا اول و لا آخر، و ھو عین وجود کل موجود"** ۔۔۔۔ الٰی آخرہ[5] چنانچہ در دیباچہ شرح لمعات[6] مولوی جامی بتصریح فرمودہ اند۔

---

[1] گلستان سعدی، سعدی شیرازی رحمہ اللہ، باب دوم در اخلاق درویشان، حکایت ۱۰۔

[2] القرآن الکریم، سورۃ الحدید، الآیۃ: 04۔

[3] القرآن الکریم، سورۃ قٓ، الآیۃ: 16۔

[4] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: 115۔

[5] الفتوحات المکیہ، شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ، ج ۱، ص ۲۸۸، باب ۲۶۔ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

[6] "شرح لمعات" حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی کی تصنیف عالی ہے جو کہ حضرت فخر الدین عراقی رحمہ اللہ کی کتاب لمعات کی جامع شرح ہے۔ اس کے مقدمہ میں حضرت جامیؒ نے اس مضمون (معیت حق را بہ ہمہ خلق) کو بہ بساطت وطوالت رقم طراز کیا ہے۔ اور اس شرح کا نام "اشعۃ اللمعات شرح لمعات" ہے۔

اور حال کہ جس سے مراد حق تعالیٰ کی معیت اشیاء (عالم) کے ساتھ ہے، جیسا کہ ''رسالہ غوثیہ'' میں آیا ہے کہ ''اتحاد (عبارت) ہے حال و وصل وقرب سے''، نیز اس کو بھی عام ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ مثنوی میں کہا گیا: (شعر) حق تعالیٰ کا رزق اور قرب تمام مخلوق پر عام ہے، یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں۔ پس کہا گیا: دوست مجھ سے زیادہ مجھ سے نزدیک ہے، عجب بات یہ ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔

اللہ تعالیٰ (ارشاد) فرماتا ہے ''اور وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو''، اور ''ہم اس سے رگ جان سے بھی قریب تر ہیں''، اور ''پس تم جہاں کہیں منہ پھیرو تم وجہ اللہ کو پاؤ گے''۔ پس (ثابت ہوا کہ) حال بھی عام ہے۔ یعنی ہر شئے کو وہ (حال) حاصل ہے۔ بلکہ بغیر معیت حق تعالیٰ کے (کسی بھی) چیز کا وجود میں آنا (ہی) محال و ناممکن ہے۔ اور حضرت شیخ محی الدین علی ابن عربی قدس سرہ ''فتوحات'' میں چھبیسویں باب اقطاب الرموز وتلویحات کی معرفت کے بابت فرماتے ہیں: ''اب رہا حال کا راز، سو وہ دیمومت یعنی ہمیشگی ہے۔ اور اس کے لئے اول و آخر نہیں اور وہ ہر موجود (شئے) کے وجود کا عین ہے۔ الخ۔۔۔ اسی طرح مولانا جامیؒ نے (اس مضمون کو) صراحت کے ساتھ شرح لمعات کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔

یکتائی وجود کا اقرار بھی عام ہے:

ہمہ اوست غیر موجود نیست گفتن و دانست تقلید نیز مرتبہ عام و غیر کمال است چرا کہ اکثر کفار و یہود و نصاریٰ و اجنہ میدانند و میگویند چنانچہ قاضی القضات ہمدانی خود فرمودہ اند، بیت [1]

[1] یہ اشعار حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ کے ہیں جو کہ قصیدۂ عطار میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو: مخزن لآلی شہوار شرح قصیدہ عطار، مشرحہ سید شاہ صبغت اللہ الٰہی مخدومی۔ ص ۳۱ تا ۳۵۔ سنہ اشاعت ۱۳۸۸ھ م 1968ء۔

روزے از روزہا کلیم اللہ خواست مرشد ز ایزد دادار
صیت آمد برائے او کہ برو پیش ابلیس مفسدان سالار
راہ سر کردد و پا بحکم نہاد رفت تا پیش آن لعین نا چار
گفت ایزد برای ارشادم بر سر تو نہاد تاج مدار
گفت من از دم ازل دارم طوق لعنت بگردن ادبار
تو ندیم اللہی نداری ننگ تو کلیم اللہی نداری عار
من کجا و سبیل ایں احکام من کجا و طریق ایں اطوار
بزبان نیاز بازش گفت ایکہ در راہ عشق خوش رفتار
بہ تکلم در آمد و بکشود لب گوہر فشان شکر بار
من مگو تا تو ہمچو من نشوی این سخن را ز من بخاطر دار
شو بباطن ربوبیت پرداز کن بظاہر عبودیت اقرار

تمام (عالم) وہی ہے غیر (اس کا) موجود نہیں ہے تقلیداً کہنا اور سمجھنا بھی مرتبہ عام ہے کمال نہیں۔ اسی لئے کہ اکثر کفار اور یہود و نصاریٰ اور جنات (یہ) جانتے اور کہتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

(شعر) ایک دن موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے، اللہ تعالیٰ سے رہبر کی درخواست کی، ان کو (ہاتف غیبی سے) آواز آئی کہ جاؤ، فساد کرنے والوں کا سردار ابلیس کے پاس جاؤ، موسیٰؑ نے راہ سر کی اور حکم سے اپنے پاؤں راہ پر ڈالے، وہ چلتے گئے یہاں تک کہ نا چار اس لعین تک پہنچ گئے، (شیطان سے موسیٰؑ نے کہا) اللہ نے میری رہبری کا تجھ کو حکم دیا ہے، تیرے سر حق نے تاج مدار رکھا ہے، شیطان نے کہا میں ازل ہی سے اپنی گردن میں، پیچھے سے طوق لعنت کو اپنی گردن میں لیا ہوا ہوں، تم تو ندیم اللہ ہو تمہیں کیا شرم ہے،

تم تو کلیم اللہ ہو تمہیں کیا عار ہے، میں کہاں اور کہاں اس راہ کے احکام، میں کہاں اور اس راہ کے طور اطوار کہاں، پھر موسیٰؑ نے عجز میں کہا، اے وہ کہ تو راہ عشق میں خوش رفتار ہے، موسیٰؑ کے بولنے پر وہ (آگے) آیا اور کھول دیا، ان لبوں کو جو گوہر فشاں اور شکر بار تھے، 'من'' نہ کہہ کہیں تو مجھ جیسا نہ ہو جائے، یہ میری بات کو اپنے دل میں محفوظ رکھ لے، باطن میں ربوبیت کا اعلان کرنے والا ہو، (مگر) بظاہر عبدیت و بندگی کا اقرار کر۔

عینیت محضہ کفر و الحاد ہے:

پس ثابت شد کہ ایں یگانگی فقط نیز مسموع کفر است بلکہ کفر و الحاد از روی حدیث ثابت ست چنانچہ مدعیان الوہیت را مثل فرعون و نمرود مانند آن و بت پرستان را و آتش پرستانرا و ستارہ پرستان را و مانند ایشان را کفر و شرک از دلائل قطعی و احادیث صحیحہ ثابت شدہ و نیز اتفاق فریقین یعنی علمائے محققین ظاہر و باطن بر انند کہ فرقہائے مذکور کافر و مردود و مشرک اند و دریں ہیچ شک نیست

پس ثابت ہو چکا کہ یہ عینیت محضہ جو سماعی (تقلیدی) ہی ہے کفر ہے۔ بلکہ اس کا کفر و الحاد ہونا از روئے حدیث ثابت ہے۔ جیسا کہ الوہیت کے دعویداروں کا جیسے فرعون و نمرود اور اس جیسے، اور بت پرستوں کا، اور آتش پرستوں کا، اور ستارہ پرستوں کا اور ان جیسوں کا کفر و شرک دلائل قطعیہ اور صحیح احادیث سے ثابت شدہ ہے۔ اور دونوں فریقین یعنی علماء محققین ظاہر و باطن کا اتفاق بھی اس پر ہے کہ مذکورہ فرقے کافر و مردود اور مشرک ہیں۔ اور اس (بات) میں کوئی شک نہیں۔

توحید اہل حق وتوحید ابلیسی:

باوجود ایں فریقین مذکور میفرمایند کہ حضرت منصور و ہمہ قائلان وحدۃ الوجود مومن کامل اند۔ و فی الواقع عقل صایب و فکر روشن نیز ہمچناں میخواہد کہ میان توحید موحدان اہل حق و میان توحید ابلیس و مانند او از قوم باطلہ فرق و جدائی باشد، چرا کہ یگانگی اہل حق و انا الحق گفتن ایشان عین بیگانگی حقیقی و ھو الحق گفتن است بخلاف توحید ابلیس و مانند آن چرا کہ توحید آنہا ضد و غیر بیگانگی است لہٰذا اینہا کافر و ملعون اند و اوشان مومن کامل و مرحوم

و موحدان یگانگی و بیگانگی حقیقی مطابق واقع میگویند و آیات و احادیث مقوی قول ایشان است و دلائل عقلی نیز ہمچنان مؤید اقوال آنہا است بخلاف توحید ملحدان و منکران کہ توحید ایشانرا نہ دلیل عقلی است و نہ نقلی، لہٰذا ایشان مردود اند و آن بزرگان مرحوم و مغفور فکیف یگانگی فقط کمال باشد، و بزرگان و اولیاء کہ چنیں کلمات می گویند سخن ایشاں را تاویل است چنانچہ عارف کامل و دانندۂ اصطلاحات صوفیہ روشن و ظاھر است چنانچہ از اکثر عبارات محققان مثل قول وحدت الوجود ہمہ اوست و مانن آن مؤول است و ہمچنیں جدائی و بیگانگی فقط خلاف نیست و مخالف قرآن و حدیث و قول مجتہدان و مرشدان است چرا کہ حق تعالیٰ فرماید ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**﴾ و ﴿**لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ**﴾ و ﴿**فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**﴾ احادیث **مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ، اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِيْمٍ وَّ اَنَا عَرَبٌ**

بِلَاعَیْنٍ مرشدان گویند ے ا

اے پسر لا اِلٰه الّا اللّٰه   خود ز شرک خفیست آئینه دار
ہست شرک جلی رسول اللّٰه   خویشتن را ازیں دو شرک برار
تا نکاری یگانگی را تخم   گَے دہد شاخ آشنائے یار

باوجود اس کے کہ یہ دونوں فریقین (علماء ظاہر و علماء باطن) فرماتے ہیں کہ حضرت منصور (حلاجؒ) اور تمام وحدت وجودی کے ماننے والے صاحب ایمان کامل ہیں۔ اور درحقیقت موحدان حقیقی کی توحید اور توحید ابلیسی اور قوم باطل کی توحید کے درمیان فرق و امتیاز کے لئے درست عقل اور روشن فکر چاہئے۔ اسی لئے کہ اہل حق کی عینیت غیریت (کے ساتھ) ہے اور ان کا انا الحق کہنا (دراصل) ھوالحق کہنا ہے۔ برخلاف ابلیس اور اس جیسوں کی توحید کے اسی لئے کہ ان کی توحید (حق تعالیٰ کی) ضد و غیر اور غیریت (کو ثابت کرتی) ہے۔ اسی لئے یہ تمام کافر و ملعون ہیں۔ اور وہ سب مومن کامل اور مرحوم ہیں۔ اور اہل توحید عینیت و غیریت حقیقی مطابقی کے قائل ہیں۔ اور آیات و احادیث ان کے قول کو تقویت بخشتے ہیں۔ اور دلائل عقلیہ بھی ان کے قول کی تائید کرنے والے ہیں۔ برخلاف ملحدین اور منکرین کی توحید کے کہ جو نہ دلیل عقلی رکھتے ہیں نہ نقلی۔ لہٰذا یہ مردود ہیں اور وہ بزرگان مرحوم و مغفور ہیں۔ پس عینیت محضہ کیسے کمال ہوگی۔ اور بزرگان دین و اولیاء کرام کہ جنہوں نے اس طرح کے کلمات کہے ان کے قول کی تاویل ہے۔ پس ایک باکمال عارف اور مصطلحات صوفیہ کو جاننے والے پر (ان کے کلمات کے مطالب) واضح اور روشن ہیں۔ پس موحدان حقیقی کے اکثر عبارات جیسے وحدۃ الوجود، اور ہمہ اوست (تمام وہی ہے) اور اس جیسے (عبارات) تاویل شدہ ہیں۔ اور اسی طرح

ا مخزن لآلی شہوار شرح قصیدہ عطارؒ، مشرحہ سید شاہ صبغت اللہ الٰہی مخدومیؒ ص ۶۷، ۶۸۔ ۷۳۔ سنہ اشاعت ۱۳۸۸ھ

غیریت محضہ اس کے (توحید) کے خلاف ہے، اور قرآن وحدیث اور مجتہدین کرام اور مرشدان کامگار کے قول کے مخالف ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اے نبیؐ) آپ فرمادیجئے! کہ وہ اللہ یکتا ہے۔ اس کی طرح کوئی شئے نہیں۔ اور تم جدھر منہ پھیرو گے ذات الٰہی کو پاؤ گے۔ اور احادیث (میں ہے) ''جس نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے حق کو دیکھا'' اور ''میں عرب ہوں بلا عین کے اور احمد ہوں بغیر میم کے''۔ اور مرشدان کہتے ہیں: (شعر) اے بیٹے لا الہ الا اللہ، خود شرک خفی کا آئینہ دار ہے، پھر شرک جلی ہے رسول اللہ، ان دو شرکوں سے خود کو نکال، جب تک تو یگانگت کا بیج نہ لگائے، یار (کے قرب کے پھل) سے شاخ کیسے آشنا ہوگی۔

وجود غیر حق محال و ممتنع:

مجتہدان میگویند بالاتفاق لَا حَدَّ لَہٗ پس ہر گاہ حد او را نباشد وجود غیر کجا آید اگر ثبوت وجود غیر کنند لَا حَدَّ لَہٗ درست نمیشود و قطع نظر ازیں مجادلہ اگر ہمیں بیگانگی و جدائی فقط کمال باشد پس ہر گاہ ہمہ پیر زنان و طفلان و اکثر مردان مذاہب باطلہ برین اند۔ فکیف کمال تو اند بود۔ پس در حقیقت مرتبہ خاص الخاص نیست۔

حضرات مجتہدین متفقہ یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی کوئی حد نہیں ہے۔ پس کوئی بھی مقام وجگہ اس کی حد نہیں ہے، تو غیر کا وجود کہاں آئے، اگر غیر حق کا ثبوت کیا جائے تو حق تعالیٰ کو لاحد لہ کہنا درست نہیں ہوگا، اور قطع نظر اس جھگڑے کے اگر غیریت وجدائی محض بھی کمال ہو تو ہر جگہ تمام بوڑھے، عورتیں اور بچے اور باطل مذاہب کے لوگ بھی اسی پر ہیں۔ پس وہ کمال کیسے ہوا۔ پس درحقیقت (یہ) مرتبہ خاص الخاص نہیں ہے

کمال حقیقی فیض خاص:

مگر مرتبۂ دوم کہ کمال ثانی فیض خاص است یعنی وحی و خبر کہ عبارت از قال صحیح است کہ از ان معرفت مطلق و توحید مطلق و علم مطلق و ذکر دوام مطلق و ایمان مطلق کامل و مانند آن حاصل میشود

مگر مرتبہ دوم جو کہ کمال ثانی اور فیض خاص ہے جس سے مراد وحی و خبر ہے جو کہ عبارت ہے قال صحیح سے۔ کہ جس سے معرفت مطلق، وتوحید مطلق، اور علم مطلق، اور ذکر دائمی مطلق، اور ایمان مطلق وکامل اور اس جیسے (کمالات) حاصل ہوتے ہیں۔

شئے کامل کسے کہتے ہیں؟

و در اصطلاح صوفیہ شیء کامل آنرا گویند کہ آن عین ضد و غیر خود باشد باوجود ضدیت و غیریت و معرفت و علم و ذکر دوام و ایمان مردمان ناقص مفید است چرا کہ عین ضد خود نیست باوجود ضدیت چنانچہ صاحب اینچنیں ایمان از انکار یک اصول دیں کافر شود و ہمچناں کافر ناقص کہ از کلمۂ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ مسلمان میگردد و چرا کہ ایمان و کفر اینہا کامل نیست یعنی ضد خود نیست باوجود ضدیت بخلاف مومن کامل و صاحب مرتبہ خاص کہ ایمان او عین کفر است و شرک باوجود ضدیت و غیریت یعنی ایمان ایمان نیست و کفر کفر، چنانچہ نزدیک صاحب مرتبہ خاص و مومن کامل خالق عین خلق است و خلق عین خالق فنا عین بقا بقا عین فنا جہل عین علم علم عین جہل غفلت عین ذکر ذکر عین غفلت راہ عین گمرہی و گمرہی عین راہ

قرب عین بعد بُعد عین قرب ہمچناں دیگر اشیاء باوجود آنکه خالق خالق است و خلق خلق، خلق خالق نخواہد شد و خالق خلق کذلک، فنا فنا و بقا بقا جہل جہل علم علم غفلت غفلت ذکر ذکر راہ راہ گمرہی گمرہی قرب قرب بُعد بُعد فنا بقا نخواہد شد و بقا فنا جہل علم نخواہد شد و علم جہل غفلت ذکر نخواہد شد و ذکر غفلت ہمچنیں دیگر ضد ما چرا که نزدیک صاحب مرتبه خاص و شخص کامل ہر شئی کامل است و شئے کامل آنرا گویند که عین ضد و غیر خود باشد باوجود ضدیت و غیریت چنانچه مذکور شد و کسیکه گمان کرده است که خلق غیر خالق است و خالق غیر خلق در میان اینہا ہیچ و چ یگانگی نیست و کسیکه گمان کرده که خلق عین خالق و خالق عین خلق است اینچنیں خالق و خلق در خارج موجود نیست مگر در ذہن و وہم او

اور اصطلاح صوفیہ میں شئے کامل اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنی ضد وغیر کی عین ہو (دونوں کے درمیان) ضدیت وغیریت کے باوجود۔[1]

اور عرفان وعلم وذکر دائمی اور لوگوں کا ایمان ناقص مفید ہے، اس لئے کہ وہ اپنی ضد (کفر) کا عین نہیں ہے باوجود (ان کی) ضدیت کے۔ پس اس طرح کے ایمان والا

---

[1] اصطلاح ''شئے کامل'' اصطلاحات صوفیہ سے ایک ہے، مصنف علام نے یہاں پر اس کی توضیح تو بیان فرمادی ہے مزید وضاحت کے لئے یہاں پر حضرت قربی علیہ الرحمہ کے رسالہ ''خلاصۃ العرفان'' سے اسی مسئلہ سے متعلق چند سطور رقم کئے جاتے ہیں: ''مسئله: شئی کامل آن را گویند که عین غیر و ضد خود باشد' باوجود غیریت و ضدیت در میان ہر دو' پس حق سبحانه و تعالیٰ کامل است' و مظہر او که آن حضرت اند صلی اللہ علیه و سلم نیز کامل' و جمیع مظاہر کامل' پس ازیں بیان شمۂ از سرّ کل شئ فی کل شئ می تواں یافت''۔ (ترجمہ) مسئلہ: شئے کامل اس کو کہتے ہیں کہ عین اپنی ضد اور غیر ہو۔ باوجود غیریت اور ضدیت کے ہر دو کے درمیان۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ کامل ہے۔ اور اس کے مظہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کامل ہیں، اور تمام مظاہر کامل ہیں۔ پس اس بیان سے کل شئ فی کل شئ (ہر شئے ہر شئے میں ہے) کے بھید سے ایک شمہ پا سکتے ہیں۔ (رسائل قربی)

اصول دین کے ایک اصل کے انکار سے کافر ہوجاتا ہےاوراسی طرح کافر ناقص بھی ہے کہ وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے صاحب اسلام ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ ان (لوگوں) کا ایمان و کفر کامل نہیں ہے یعنی اپنے آپ کی ضد نہیں ہے باوجود (دونوں میں) ضدیت کے۔ برخلاف ان کے مومن کامل اور مرتبہ خاص رکھنے والا وہ ہے کہ اس کا ایمان کفر وشرک کا عین ہے باجود (کفر وشرک اور ایمان میں) ضدیت کے یعنی ایمان ایمان ہےاور کفر کفر۔

پس صاحب مرتبہ خاص اور مومن کامل کے نزدیک خالق عین مخلوق ہے، اور مخلوق عین خالق ہے، فنا عین بقا ہے، اور بقا عین فنا ہے، جہل عین علم ہے، اور علم عین جہل ہے، غفلت عین یاد ہے' اور یاد عین غفلت ہے، راہ عین گم رہی ہے' اور گمرہی عین راہ ہے، نزدیک عین دوری ہے، اور دوری عین نزدیکی ہے، اسی طرح دیگر چیزیں بھی باوجود اس کے کہ خالق خالق ہےاور مخلوق مخلوق ہے، مخلوق خالق نہ ہوئی اور نہ خالق مخلوق، اسی طرح فنا فنا ہےاور بقا بقا ہے، جہل جہل ہے اور علم علم ہے، غفلت غفلت ہے اور یاد یاد ہے، راہ راہ ہےاور گمرہی گمرہی ہے، نزدیکی نزدیکی ہےاور دوری دوری ہے، فنا بقا نہ ہوئی اور بقا فنا نہ ہوئی، اور لاعلمی علم نہ ہوئی اور علم جہالت نہ ہوئی، غفلت یاد نہ ہوئی اور یاد غفلت نہ ہوئی، اسی طرح دیگر اضداد بھی ہیں، اس لئے کہ صاحب مرتبہ خاص اور کامل شخص کے نزدیک ہر چیز کامل ہے۔ اور شئے کامل کہتے اس کو ہیں کہ وہ (اپنی) ضد وغیر کا عین ہو باوجود ضدیت وغیریت کے جس طرح کہ (ابھی) ذکر کیا گیا۔

اوراگر کوئی شخص گمان کرے کہ مخلوق خالق کی غیر ہےاور خالق مخلوق کا غیر ہے، ان دونوں (خالق ومخلوق) کے درمیان کیا کوئی عینیت نہیں ہے؟ اور اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ مخلوق عین خالق ہےاور خالق عین مخلوق ہےاسی طرح خالق ومخلوق خارج میں

موجود نہیں۔(تو یہ کچھ نہیں ہے) مگر (ایک خیال جو) اس کے ذہن اور وہم میں ہے۔

عرفان مطلق بغیر مرشد کے حاصل نہیں ہوتا:

حصول مرتبۂ خاص کہ عبارت از معرفت مطلق و علم کامل است آنرا کشف الٰہی میگویند بجز ارشاد مرشد کامل ہر گز حاصل نمی شود اگر ہزار کتب مطالعہ کند و تمام عمر در فکر آن باشد حاصل نخواہد شد چنانچہ شیخ سعدی میفرمایند۔

چہ شبہا نشستم درین دیر گم　　که حیرت گرفت آستینم که قم

و سیدنا حضرت پیر دستگیر میفرمایند **یا غلام! خذ العلم من افواہ رجال اللہ لا من الدفاتر و الصحائف** [1] بلکہ اگر کسی نظر کند ارسال رسل و انزال کتب دلیل قطعی است برینکه چنان معرفت خود بخود حاصل نمیشود۔

گر میسر کردن حق رہ بدی　　ہر جہود و گبر ازو آگہ بدی

(فیض الٰہی کے) مرتبہ خاص کا حصول جو کہ معرفت مطلق اور علم کامل جس کو کہ کشف الٰہی بھی کہا جاتا ہے حاصل نہیں ہوتا ہے مگر صرف کامل رہبر کی رہبری سے، اگر ہزار کتابوں کے مطالعہ کرے اور ساری عمر اسی فکر میں رہے (یہ مرتبہ خاص) ہر گز حاصل نہیں ہوگا۔جیسا کہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

(شعر) کتنے ہی راتیں میں اس جگہ گم رہا، اچانک حیرت نے میری آستیں پکڑ لی کہ کھڑے ہو جاؤ۔

اور حضرت سیدنا پیر دستگیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اے بیٹے! علم مردان خدا کے

---

[1] الفتح الربانی، شیخ الاعظم محی الدین عبد القادر الجیلانی، المجلس الرابع و خمسون، المجلد الاول، رقم الصفحة:202، ط دار الفکر بیروت لبنان

منہ سے لو نہ کہ دفاتر و صحائف سے''۔ بلکہ اگر کوئی شخص غور و فکر کرے ارسال رسل اور انزال کتب (پر جو کہ) دلیل قطعی ہیں اس پر کہ معرفت حق خود بخود حاصل نہیں ہوتی ہے۔

(شعر) اگر اللہ تعالیٰ کا (کسی امر کو) آسان کر دینا ہی (شناخت حق کا صحیح) طریقہ ہوتا، تو ہر یہودی اور آتش پرست خدا کا شناسا ہوتا۔

طالب کے لئے عرفان فرض ہے:

وحصول چنان معرفت طالب را فرض است چرا که برائ حصول آن آفریده است چنانچه حق سبحانه تعالیٰ میفرماید ﴿**وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ**﴾[1] **اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ** اے عزیز منصف! معرفت مطلق و علم کامل آنرا گویند که شیئ را مطابق واقع یعنی چنانچه ہست شناسد اگر چه نہایت آنرا نداند واقع ہر شیٔ و حقیقت ہر شیٔ آنست که آن شیٔ عین غیر و ضد خود است باوجود ضدیت وغیریت۔

اگر کسے طالب آن کمال خاص یعنی معرفت حق مطابق واقع باشد لائق صحبت ست و کسانیکه در کمالات علم یعنی در کمال علم ظاہری که خالی از علم باطن است و حکومت و شجاعت و ذکر و خرق عادت و حال مقید که در حق او لا یعول علیه گفته شده است و مانند آن که کشف کون و تعلق بحوادث است که کمال عام و مطلوب سالک نیست کسانیکه طلب می نمایند و می جویند محض غلطی خاطر ایشانست که تابع نفس و شیطان شده چنین کمالات می خواہند و مانند کافران سخن حق از مرشدان نا شنیده

[1] القرآن الکریم، سورۃ الذاریات، الآیۃ: 56۔

گمراه می شوند، بلکه مرشد آن را ناقص مثل خود گفته در چاه ضلالت می افشد و مانند کفار که در سیدنا محمد علیه السلام ﴿وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ﴾[1] گفتند و میگویند و گمراه محجوب ترقی شوند و سبب انکار از مرشدان آنست که هر یکے در خاطر خود ما مرشدی تراش کرده است کے گوید مرشد آنست که کشف و کرامات و تصرف در عالم وارد و کشف کون او را حاصل باشد نمیداند که در خرق عادت هر گاه رام و لچھمن و کشن و مہا دیو و ابلیس و دجال و مانند آن شریک باشند پس مرتبه خاص نباشد فکیف صاحب خرق عادات فقط مرشد باشد چنانچه در گلشن راز است

رہا کن ترہات و شطح و طامات — خیال نور و اسباب کرامات
کرامات و اندر حق پرستی است — جز آں مکر و ریا و عجب ہستی است
بدین ہر چیز کان ارباب فخر است — ہمه اسباب استدراج و مکر است
ز ابلیس لعین بی شہادت — شود پیدا ہزاران خرق عادت
که از دیوارت آید گاه از بام — گہی در دل نشیند گه در اندام
ہمیداند ز تو احوال پنہان — در آرد در تو کفر و فسق و عصیان
شد ابلیست امام و در پئی تو — بدو لیکن بدینہا کے رسی تو
کرامات تو در خود نمای است — تو فرعونی و این دعوی خدای است
کسی گو راست با حق آشنائی — نیاید ہر گز از وی خود نمائی

اور اس طرح کے عرفان کا حاصل کرنا طالب (حق) پر فرض ہے، اسی لئے کہ اسی کے حصول کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ”اور ہم نے جن وانس کو

[1] القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، الآیۃ: 07۔

نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں'' یعنی وہ ''مجھ کو پہچانیں''۔ اے صاحب انصاف دوست! عرفان مطلق اور کامل علم اس کو کہتے ہیں کہ شئے کو واقع کے مطابق یعنی اسی طرح ہست (وجود والی) جانے، اگر چہ کہ اس شئے کی انتہاء نہ جانے۔ ہر شئے کا واقع اور حقیقت یہ ہے کہ وہ شئے (اپنے) غیر کی عین ہو اور خود ہی ضد ہو (دونوں کے درمیان) ضدیت وغیریت ہونے کے باوجود۔

اگر کوئی اس کمال خاص یعنی حق کی معرفت جو واقع کے مطابق ہو کی طلب رکھتا ہے تو وہ لائق صحبت ہے۔ اور وہ شخص جو کہ کمالات علم یعنی ایسے علم ظاہری کے کمال میں جو کہ علم باطن سے خالی ہے اور (کمال) حکومت وشجاعت وذکر وخرق عادت وحال مقید میں کہ جس کے حق میں ''لا یعول علیہ'' (غیر معتمد علیہ ہے) کہا گیا ہے' اور اس جیسے کشف کون اور حادثوں کے ساتھ تعلق میں ہے جو کہ کمال عام ہے اور (کسی) سالک کا مقصود و مطلوب نہیں ہے (اگر) کچھ لوگ اس کی طلب رکھتے اور اسی کو تلاش کرتے ہیں (تو) وہ محض ان کے قلب کی غلطی ہے (کہ انہوں نے اس کو مقصود ٹھہرایا) کہ (جس کے باعث) وہ نفس وشیطان کی پیروی کرنے والے ہو گئے اس طرح کے کمالات کو چاہ کر۔ اور کفار کی طرح حق بات رہبروں سے ناسن کر گمراہ ہو گئے۔ بلکہ ان کا مرشد خود کی طرح ناقص ہے کہہ کر گمراہی کے کنویں میں گھیر گئے، اور کفار کی طرح جو کہ (شان) سیدنا محمد علیہ السلام میں ''ہمارے لئے اس رسول سے کیا ہے (یہ تو ہماری ہی طرح) کھانا کھاتا ہے اور بازوروں میں چلتا ہے'' کہے اور کہتے رہے اور گمراہ اور ترقی سے محجوب ہو گئے۔ اور (ان کا) مرشدان (حقیقی سے) انکار کا سبب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے دل میں خود ایک مرشد تراش کر کہتا ہے کہ مرشد وہ ہے کہ (اس کے) کشف وکرامات اور تصرف و اختیار دنیا میں وارد ہو، اور کشف کونی اس کو حاصل ہو، وہ نہیں جانتا ہے کہ خرق عادت میں

ہر طور پر رام اور لکشمن اور کشن اور مہادیو اور ابلیس و دجال اور ان جیسے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں، پس یہ مرتبہ (خرق عادات) خاص نہ ہوا پس کیسے صرف خرق عادات والا مرشد ہوجائے۔ پس ''گلشن راز'' میں ہے۔

(ترجمہ اشعار:) بیہودہ باتیں' خلاف شرع وشیخی مارنے سے بری ہوجا، روشنی اور کرامات (دکھانے) کے ذرائع (کو ڈھونڈنے) کے خیالات سے دور ہوجا، تیری کرامتیں حق پرستی کرنے میں ہیں، اس کے ماسوا مکر' ریا اور غرور ہے۔ ان تمام چیزوں میں ارباب دولت دنیا بھی شامل ہیں' اور یہ تمام استدراج اور مکر کے ذرائع ہیں۔ بلا شہادت کے ابلیس لعین سے ہزاروں خرق عادات صادر ہوتے ہیں، کہ وہ کبھی تیری دیوار سے اور کبھی چھت کی جانب سے آتا ہے، کبھی دل میں بیٹھتا ہے اور کبھی جسم میں بیٹھتا ہے۔ اور وہ تیرے پوشیدہ حال سے بھی باخبر ہوتا ہے جس سے وہ تجھ میں کفر وفسق و نافرمانی لاتا ہے۔ ابلیس تیرے آگے ہوا اور تیرے پیچھے بھی، لیکن اس تک ان کے ذریعے تو کیسے پہنچے گا۔ اگر تیری کرامات میں خودنمائی ہے تو تو فرعون ہے اور یہ کرامات تیری دعوی خدائی کے استدلالات ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص درست بات کہے حق آشنائی کے ساتھ تو ہرگز اس کے قلب ونگاہ میں اپنی خودی کو دکھلانا نہیں ہوتا ہے۔[1]

چنانچه در نفحات در بیان کمالات حضرت پیر دستگیر و
درین مقدمه اقوال لا نهایت ست پس ثابت شد که صاحب خرق

---

[1] **تراھات:** اولیاء اللہ کے حالت جذب میں کہے گئے الفاظ۔ **ترھات:** کرامات کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ **شطح:** اولیاء اللہ کے وہ الفاظ جو حالت محو یا بقا بعد الفنا کے عالم کہے گئے جو کہ بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔ **طامات:** خودنمائی' خودفروشی' یا عوام کی تسخیر کے لئے کرامات کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ لیکن مذکورہ اشعار میں ان اصطلاحات کے بیشتر یہ معنی مراد نہیں کیونکہ ان میں بعض اولیاء اللہ سے صادر ہوتے ہیں مگر بے خودنمائی اور جو یہاں مذمت ان کی بیان کی گئی ہے وہ خودنمائی اور عجب وریا کے پہلو سے ہے۔ (مترجم)

عادات و کشف و کرامات فقط مرشد نباشد و کذلک دیگر گمان
کرده که مرشد آنست که معتقدش ہمه عالم باشد و بسیار مریدان
پس و پیش دارد و امیران و فقیران بخانه او آمده قدمبوس کند و
نمیداند که درین جوگیان و سناسیان و برهمنان و بتان و مردومان
مذاهب باطله اهل دنیا و مریان و مانند آنہا شریک اند پس عام تر باشد
کذلک دیگری زعم کرده که مرشد آنست مجرد بوده در کوه و
صحرا باشد و چیزے از کسی نگیرد و کسب نکند و اخلاص آمد و
رفت از ہیچ یکی ندارد پس چنین اعتقاد نیز خلاف دین است چرا
که اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و اکثر اولیا کسب کرده
اند و ازواج نموده اند و بدیہا گرفته اند و باہم آمد و رفت داشتند و
تجارت میکردند چنانچه حق تعالیٰ در شان ایشان فرموده است
﴿**رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ**﴾ قطع نظر ازیں
چنانچه مولوی صاحب حدیث آورده است **لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي
الْإِسْلَامِ** و در مثنوی است [1]

از ترہب نہی کرد آخر رسول — بدعتے چون در گرفتی ای فضول
جمعه شرطست و جماعت در نماز — امر معروف و ز منکر احتراز
رنج بد خویان کشیدن زیر صبر — منفعت دادن بخلقان ہمچو ابر
خَيْرُ نَاسٍ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ ای پدر — گر نه سنکی چه حریفی با پدر
درمیان امت مرحوم باش — دین احمد را مہل محکوم باش

پس ''نفحات'' میں حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے کمالات کے بیان میں اور اس
مقدمہ میں لا انتہاء اقوال ہیں پس ثابت ہوا کہ فقط خرق عادات وکشف وکرامات والا

---

[1] مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر ششم، صفحہ نمبر ۶۰، ناشر سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

مرشد نہیں ہوتا۔ اوراسی طرح کچھ لوگ خیال رکھتے ہیں کہ مرشد وہ ہے کہ جس کا تمام عالم معتقد ہواور کئی مریدین اس کے آگے پیچھے ہو، اورامراء وفقراء اس کے گھر آکر اس کے قدمبوسی کرے، (لیکن وہ شخص) نہیں جانتا ہے کہ یہ (اوصاف) میں جوگی لوگ اور سناسی اور برہمن اور بت اور مذاہب باطلہ کے لوگ اور اہل دنیا اور ان جیسے کئی افراد شریک ہیں، پس (یہ) بہت ہی عام ہے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مرشد اسے کہتے ہیں جو کہ کسی صحرا و پہاڑ میں رہتا ہو اور کوئی چیز کسی سے نہ لیتا ہو اور نہ کچھ کسب (معاش) کرتا ہو، پس اس طرح کا اعتقاد خلاف دین بھی ہے اسی لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکثر اولیاء کرام کسب کرتے تھے اور بیویاں رکھتے تھے اور ان کی برائی پکڑی جاتی تھی اور باہم آمد و رفت رکھتے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔ پس حق تعالیٰ ان لوگوں کی شان میں فرماتا ہے ''مرد تو وہ ہیں جنہیں کاروبار اور بیع ذکر الٰہی سے نہیں بہکاتی''۔ پس قطع نظر اس کے حضرت مولوی رومیؒ حدیث لاتے ہیں ''کسی قسم کی رہبانیت بھی اسلام میں نہیں ہے'' اور مثنوی میں ہے۔

(شعر) آخر رسولؐ نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے، اے فضول تو نے بدعت کیوں اپنالی، جمعہ اور نماز میں جماعت شرط ہے، بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے بچنا، صبر کے ماتحت بدمزاجوں کی تکلیف برداشت کرنا، اَبر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانا، اے بابا! بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے، اگر تو پتھر نہیں ہے تو ڈھیلوں سے دوستی کیسی؟، اس امت مرحوم کے درمیان رہ، سیدنا احمدؐ کا طریقہ نہ چھوڑ، متبع بنا رہ۔

اگر ریاضت شاقه چنانچه مذکور شد کمال باشد پس جو گیان و سناسیان و مریان و مانند آن درین شریک اند و همچنان دیگری میگوید که مرشد آنست که فاضل باشد و نمیداند درین فضیلت

ظاهر که خالی از علم باطن است و مردمان مذاهب باطله مثل رفاض
و خوارج و فلاسفه و مانند آن شریک صاحب چنین فضیلت فقط
مرشد نباشد چنانچه حضرت مولوی در مثنوی [1] میفرماید ؎

که همی دانم یَجُوز و لَا یَجُوزُ — خود ندانی تو یجوزی یا عَجوز
این روا آن ناروا دانی و لیک — تو روا یا نا روائی بیں تو نیک
قیمت ہر کاله میدانی که چیست — قیمت خود را ندانی احمقیست
جان جمله علمها این ہست این — که بدانی من کیم در یوم دین
آن اصول دین بدانستی تو لیک — بنگر اندر اصل خود کُو ہست نیک
ای بسا عالم ز دانش بی نصیب — حافظ علم است آنکس نه حسیب
مستمع از وی ہمیں یابد مشام — گر چه باشد مستمع از جنس عام
داند او خاصیت ہر جوہرے — در بیان جوہر خود چون خَرے

اگر ریاضات شاقہ جس طرح کہ مذکور ہوئے ہیں کمال ہوتے تو جوگی لوگ اور سناسی لوگ اور اس طرح کے اشخاص (اس کمال میں) شریک ہیں۔ اور اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرشد وہ ہے کہ جو صاحب فضیلت ہو اور صاحب علم نہ ہو۔ اس فضیلت ظاہری میں جو کہ علم باطن سے خالی ہے اور باطل مذہب لوگ جیسے رافضی اور خوارج اور فلسفی حضرات اور ان جیسے اس میں شریک ہیں۔ فقط اس طرح کی فضیلت والا مرشد نہیں ہوگا۔ پس حضرت مولوی رومیؒ مثنوی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(شعر) (تو سمجھتا ہے) کہ میں حلال و حرام کو جانتا ہوں، تو خود نہیں جانتا کہ تو مفتی ہے یا بڑھیا، تو یہ جانتا ہے' یہ مناسب ہے یہ نا مناسب لیکن، تو غور کر کہ تو خود مناسب ہے یا غیر مناسب، تو جانتا ہے کہ ہر سودے کی کیا قیمت ہے، تو خود کی قیمت نہیں جانتا تو یہ

[1] مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر سوم صفحہ نمبر ۲۵۶۔ ناشر، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

حماقت ہے، تمام علوم کی جان حقیقت میں یہی ہے، کہ تو جان لے کو بروز حشر میں کیا ہوں، تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن، اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی (بھی) ہے؟، کتنے ہی عالم ایسے ہیں کہ جو (اس) دانش سے محروم ہیں، علم کو یاد رکھنے والے ہیں لیکن اس کے ذریعہ اپنے نفس کے محاسب نہیں۔ وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے، اپنے جوہر کے معاملہ میں گدھے کی طرح (ناواقف) ہے۔

عرفان حق عرفان خودی پر موقوف:

پس ثابت شد کہ ہر گاہ خود را شناخت علم و دانش او را نا گزیر است چرا کہ علم برای شناخت خدا میخوانند و شناخت خدا موقوف بر شناخت خود است چنانچہ در حدیث وارد است **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ** پس لازم است اول خود را شناس اما شناخت خود کہ نتیجۂ آن معرفت حق تعالیٰ است والا حکماء و اطباء نیز حقیقت خود شناختہ اند چرا کہ موافق نیست و شناختن موافق واقع بدون ارشاد مرشد کامل ہر گز میسر نمیشود۔

پس ثابت ہو گیا کہ ہر وقت خود کو جانے' (اور) علم و دانش اس (شناخت) کے لئے ناگزیر وضروری ہے۔ اسی لئے کہ علم خدا کی پہچان کراتا ہے اور خدا کی پہچان خود (نفس) کی پہچان پر موقوف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ''جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا'' پس لازم ہے کہ سب سے پہلے خود کو پہچانے۔ خودی کا عرفان وہ ہے کہ جس کا نتیجہ عرفان حق تعالیٰ ہو، ورنہ اہل حکمت و اہل طب بھی خود کی حقیقت جانتے ہیں، اسی لئے کہ (ان طبیب و حکیم کی شناخت) موافق (واقع) نہیں ہے۔ اور واقع کے مطابق پہچان بغیر با کمال رہبر کے رہبری کے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔

کسی کو تکلیف نہ دینا اصل ولایت نہیں:

وکذلک دیگری میگوید کہ مرشد آنست کہ ہیچ یکے را خواہ نیک خواہ بد آزار ندہند و چنین اعتقاد خلاف دین است چراکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب رضی اللہ عنہم بدانرا کہ منافقان و کافران و دزدان و زانیان و شرابیان و مانند آن باشند بعضی را قتل کردہ اند و بعضی را دست بریدہ و بعضی را درہ زدہ اند و بر شریعت حکم کردہ اند چنانچہ در حدیث صحیح است **اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ وَ الْاِعْطَاءُ لِلّٰہِ وَ الْمَنْعُ لِلّٰہِ** در قرآن ست ﴿**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ**﴾ و آیات و احادیث و اقوال مرشدان و مجتہدان و جمیع بزرگان دین درین مقدمہ بسیار است بلکہ ارسال رسل و انزال کتب دلیل قطعی است برین پس چنان اعتقاد نمودن گویا انکار کردن است از آیات و حدیث نعوذ باللہ۔

اور اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرشد وہ ہے کہ جو کسی ایک بھی شخص چاہے وہ نیک ہو یا بد ہو تکلیف نہ دے، اس طرح کا اعتقاد رکھنا خلاف دین ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بد کرداروں کو جو کہ منافقین' کفار' چور' اور زانیاں' اور شرابیاں اور ان جیسے ہوتے ہیں، بعض کو قتل کیا ہے اور بعض کے ہاتھ کاٹ دیئے ہیں اور بعض پر کوڑے مارے ہیں اور شریعت (کی بنیاد) پر فیصلہ بھی کئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے ''محبت اللہ کی خاطر ہو اور نفرت اللہ کی خاطر، عطا کرنا اللہ کی خاطر ہو اور روک دینا اللہ کی خاطر'' اور قرآن میں ہے ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں کفار پر بڑے ہی سخت ہیں اور ان کے درمیان رحم کرنے والے

ہیں‘‘ اور آیات واحادیث اور مرشدان ومجتہدین اور تمام بزرگان کے اقوال اس مقدمہ میں خوب ہیں۔ بلکہ رسولوں کا بھیجا جانا اور کتابوں کا نزول اس پر دلیل قطعی ہے۔ پس اس طرح کا اعتقاد رکھنا گویا آیات واحادیث کا انکار کرنا ہے نعوذ باللہ (اللہ سے ہم پناہ چاہتے ہیں)۔

ولایت کے متعلق غلط اعتقاد کے اسباب:

و چنانچه مقدمات که در خاطر مردمان می آیس سبب آنست که قال صحیحه که عبارت از کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم باشد بدیشان نرسیده و سبب نارسیدن قال صحیح آنست که انکار صاحبان قال صحیح که رسولان و نایب رسولان باشند می نمایند لہذا محجوب آمد و اقوال آنہا مانند اقوال طفلان وکفاران ناقص و باطل است بلکه مثل آواز و صدای حیوانات لا یعنی است پس اگر منصفی باتمیزی از سوی عقل و نقل غور نماید و فکر کند صاحبان مراتب مذکوره را فقط مرشد نخواهد گفت چرا که مراتب مذکور شرط حصول کمال است بلکه بعضی شروط لازمی برآید برائ حصول کمال نیست

چنانچه خرق عادات و ریاضت شاقه غیر ضروری و مانند آن شرط حصول کمال است لیکن نه شرط لازمی که اگر آن شرط نباشد حصول کمال غیر ممکن و محال بود بلکه مرشد آنست که خلاف شریعت و طریقت عمدا نکند اعتقادا ﴿مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا﴾ و کسیکه کمال خاص مذکور احوالًا و افعالًا و اقوالًا باین ہمه طالب صادق را از غفلت دارماند و بذکر دوام مطلق رساند و بایمان کامل و بمعرفت

مطلق فائز گرداند و رؤیت مطلق و فناء کامل و بقاء کامل بطالب حاصل شود و بعلم واقعی و اصل گردد و صاحب چنین مقامات را کشف کون نیز کشف الٰہی و عین معرفت الٰہی چنانچہ حضرت شیخ محی الدین علی ابن عربی رضی اللہ عنہ در فصوص الحکم فرمودہ اند:

فَمَا یَلْزَمُ لِلْکَامِلِ اَنْ یَّکُوْنَ لَہُ التَّقَدُّمُ فِیْ کُلِّ شَیٍٔ، وَ فِی کُلِّ مَرْتَبَۃٍ، وَ اِنَّمَا نَظْرُ الرِّجَالِ إلَی التقدم فی رتبة العلم بالله: و ھنالک مطلبھم۔ و ان حوادث الاکوان فلاتتعلق لخواطرھم فتحقق ماذکرناہ۔ انتھی کلامہ[1]

اور اس طرح کے مقدمات (اعتقادات) کہ جو لوگوں کے دل میں آئے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ وہ قالِ صحیح کہ جو کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اس تک نہ پہنچے، اور قالِ صحیح تک (ان کے) نہ پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ قالِ صحیح کے ماننے والوں کا انکار ہے جب کہ (وہ) رسول اور نائبان رسول ہوتے ہیں۔ اسی لئے (ان کی بصیرتوں پر) پردہ آیا۔ اور ان کے اقوال بچوں اور کفار کی طرح ناقص اور باطل ہے' بلکہ جانوروں کی آواز وصدا کی طرح بے معنی ہے۔ پس اگر کوئی اہل انصاف اور تمیز دار عقل ونقل کی جانب سے غور کرے تو وہ فقط ان مذکورہ مراتب کے رکھنے والے کو مرشد نہیں کہے گا۔ اسی لئے کہ مذکورہ مراتب درجہ کمال کے حصول کی شرط ہے' بلکہ بعض شرائط کو لازمی ٹھہرانا تحصیل کمال کے لئے (درست) نہیں ہے۔

جیسا کہ خرق عادات اور غیر ضروری بامحنت ریاضت اور ان جیسی چیزیں کمال کو

---

[1] فصوص الحکم، الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی، رقم الصفحة: 62، فص حکمة نفثیة فی کلمة شیثیة، ط دار الکتاب العربی بیروت لبنان۔

حاصل کرنے کی شرط (تو) ہیں لیکن (ایسی) شرط لازمی نہیں کہ اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو کمال کا حصول ناممکن ومحال ہوجائے۔ بلکہ مرشد کامل وہ ہے کہ جو عمداً شریعت وطریقت کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس بات کا عقیدہ رکھتے ہوئے کہ ''اور جو شخص کے اس عالم میں اندھا ہے وہ در آخرت بھی اندھا اور بے راہ ہے'' اور جس شخص کے احوال وافعال و اقوال میں مذکورہ کمالات خاصہ ہوں (وہ) ان تمام کے ساتھ ایک طالب صادق کو غفلت سے دور رکھتا ہے اور ذکر دائمی و مطلق تک پہنچا تا ہے اور ایمان کامل اور معرفت مطلق پر فائز کرتا ہے (کہ جس سے) طالب رؤیت مطلقہ اور کامل فنا اور کامل بقا کو حاصل کر لیتا ہے اور علم واقعی (حقیقی) کا پانے والا ہو جاتا ہے۔ اور ان مقامات کا رکھنے والے کو کشف کون اور کشف الٰہی بھی جو کہ معرفت الٰہی ہے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین علی ابن عربی رضی اللہ عنہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں:

اور کسی با کمال (ولی) کے لئے ہر چیز اور ہر مرتبہ میں تقدم (پہل) لازم وضروری نہیں ہے۔ لیکن مردان حق مرتبہ عرفان الٰہی میں پہل کو (معتبر) جانتے ہیں۔ اور وہی ان کا مقصود ہے۔ اور کائنات کے حوادث (نو وارد واقعات) ان کے قلوب کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتے ہیں۔ پس ثابت ہو چکا جس کا ہم نے ذکر کیا۔ انتہیٰ کلامہ۔

محدث دہلویؒ اور حقیقت کرامات:

و عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در تکمیل الایمان [1] می فرمایند و کرامت الاولیاء حق ولی عبارات ست از شخص کہ بمزید معرفت و مواظبت بر طاعت و اجتناب از معاصی و اعراض

[1] تکمیل الایمان، عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ۔ ص ۴۳، مطبع مجتبائی دہلی۔ ۱۳۱۲ھ (قدیم)

از انهماک در لذات و شہوات مباحہ موصوف باش اگر ازوی خرق عادتی بوجود آید روا باشد و وجود کرامت ولایت نیست ولی باشد کہ ہرگز ازوی ظاہر نگردد و اصل ولایت و استقامت بدین است کہ **الاِسْتَقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ** انتہٰی

درانچہ از فیض عام و فیض خاص مذکور شد کمال خاص نیست مگر تفکر و معرفت کہ آنرا وحی و خبر و قال صحیح میگویند و ہر کہ ازان کمال خاص بصٰیرت حاصل نکرد نابینا ماند و کور شد و اعمی گشت و ہر کہ درینجا اعمٰی او درانجا اعمی منْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی و کسیکہ کمال خاص مذکور کہ عبارت از ایمان کامل و علم توحید واقعی و قال صحیح و معرفت و تفکر است حاصل کرد ہیچ ضرر باو نمیرسد چنانچہ در حدیث در ایمان آمدہ **لَا یَنْفَعُ مَعَ الْکُفْرِ شَیْئٌ وَ لَا یَضُرُّ مَعَ الْاِیْمَانِ شَیْئٌ** در مثنوی است ؎ [1]

ہر چہ گیرد علتی علت شود　　کفر گیرد کاملی ملت شود

اورعبدالحق (محدث) دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب) ''تکمیل الایمان'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اور کرامات اولیاء برحق ہیں، (لیکن) ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو زیادہ معرفت اور طاعت الٰہی بر اور گناہوں سے بچنے پر پابند ہو اور لذات و شہوات مباحہ میں بھی منہمک ہونے سے بچا رہے۔ اگر اس سے کوئی خلاف عادت کام سرزد ہو تو (یہ بات اس سے) روا ہے۔ اور کرامت کا (ظاہر) ہونا ولایت نہیں ہے، ولی تو اس کو ہرگز ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اور ولایت کی اصل استقامت ہے اس لئے کہ درجہ استقامت

---

1 مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر اول صفحہ نمبر ۱۸۵۔ ناشر، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

کرامت سے برتر ہے۔ انتہی ۔ اس میں جو کچھ فیض عام وفیض خاص مذکور ہوا وہ کمال خاص نہیں ہے۔ مگر فکر کرنا اور عرفان کہ جو (عین) وحی وخبر ہے اور (جس کو) قال صحیح کہتے ہیں، اور ہر وہ شخص کہ اس کمال خاص سے بصیرت حاصل نہ کرے نابینا ہے اور کورچشم ہے اور اندھا ہے، اور ہر وہ شخص کہ جو اس عالم میں اندھا ہے وہ اس عالم میں بھی اندھا ہے، (حق تعالیٰ فرماتا ہے) ''جو شخص اس عالم میں اندھا ہے وہ در آخرت بھی اندھا ہے''۔ اور جو کوئی شخص کہ مذکورہ کمال خاص جو کہ ایمان کامل وعلم توحید واقعی اور قال صحیح اور عرفان وتفکر ہے حاصل کر لے کوئی نقصان اس کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ پس حدیث میں ایمان کے بارے میں آیا ہے ''کفر کے ساتھ کوئی شئے نفع نہیں پہنچاتی اور ایمان کے ساتھ کوئی شئے نقصان نہیں پہنچاتی''۔ مثنوی میں ہے: (شعر) جو علتی کسی کو تھامے وہ بھی علت ہو جائے گا، کوئی کامل کفر کو بھی تھام لے ایک ملت ہو جائے۔

شیخ اکبرؒ اور حقیقت کرامات:

در فصل توحید مطابق واقع وارد شدہ در فتوحات مکی در باب چہار صد و نود دوم **فلا شرف يعلو شرف العلم، و لا حالة تسمو على حالة الفهم عن الله** [1]

و نیز در فتوحات در باب کرامات فرمودہ اند:

اعلم (ايّدک الله)۔۔۔۔۔ أن الكرامة من الحق۔۔۔۔ على قسمين: حسية و معنوية۔ فالعامة ما تعرف الكرامة الا الحسية، مثل الكلام على الخاطر، و الاخبار بالمغيبات

[1] الفتوحات المكية، المجلد السابع، رقم الصفحة: 190، الباب الثانی و التسعون و اربع مئة فی معرفة حال قطب کان منزله ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا﴾ (492)، ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

الماضیة و الکائنة و الآتیة‘ و الاخذ من الکون‘ و المشی علی الماء‘ و اختراق الهواء‘ و طی الارض‘ و الاحتجاب عن الابصار‘ و إجابة الدعاء فی الحال‘ فالعامة لا تعرف الکرامات الا مثل هذا۔۔۔۔۔ و صاحبها لا یتمین عن العامة بامر یشاء اللہ ماعدی العلم لان العلم هو المطلوب و به یقع التمیز کما قال اللہ لا یستوی الذین یعلمون و لا یعلمون۔۔۔۔ و سئل ابو یزید عن طیّ الارض فقال لَیسَ بِشَیءٍ فان ابلیس یقطع من المشرق الی المغرب فی لحظة واحدة و ما هو عند اللہ بمکانٍ، و سئل عن اختراق الهواءِ فقال ان الطیر یخترق الهواء و المومن عند اللہ افضل من الطیر، فکیف یحسب کرامة من یشار کها فیها طائر و هکذا علل ما ذکرناه۔۔۔

و اما الکرامة المعنویة فلا یعرفها الّا الخواص من عباد اللہ و العامة لا یعرف ذلک۔۔۔۔ وهی العلم با اللہ و لا یحصل ذلک الا من قال الصحیح۔۔۔ ولا یشارکک فی هٰذه الکرامات الا واهل اللہ المصطفون الاخیار۔۔۔۔ فاسنٰی ما اکرمهم به من الکرامات العلم خاصة لان الدنیا موطنه و اما غیر ذلک من خرق العادات فلیست الدنیا بموطن لها و لا یصح کون ذلک کرامة الا بتعریف الٰهی لا بمجرد خرق العادة و اذا لم یصح الا بتعریف الهی فذلک هو العلم فالکرامة الالهیة انما هی ما یهبهم من العلم به عز و جل۔۔۔۔ و اسباب حصول العلم کثیرة و لا اعنی بالعلم الا العلم باللہ [1]

و در حدیث کفی بالتوحید عبادة و کفی بالجنة ثوابًا و

---

[1] الفتوحات المکیة، المجلد الثالث، رقم الصفحة: 552,553,554، الباب الرابع و الثمانون مئة فی معرفة مقام الکرامات (184)، ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

انکم سترون ربکم حتی تعلمون رواہ مسلم

فتوحات مکیہ کے باب چارسو بیانوے 492 میں توحید مطابقی واقعی کی فضیلت میں ہے کہ ''کوئی شرف وفضیلت علم کی فضیلت سے بلند نہیں ہوسکتی، اور نہ کوئی حالت حالت تفکر و وجدان سے بلند ہوسکتی ہے۔''

اور فتوحات میں کرامات کے باب میں بھی فرماتے ہیں:

(اے طالب حق!) جان لے (اللہ تیرے سلوک میں مدد فرمائے)۔۔۔ بیشک کرامت منجانب حق تعالیٰ ہے۔۔(اور وہ) دو قسموں پر ہے: (ایک) حسی اور (دوسری) معنوی ہے۔ پس عوام الناس فقط کرامت حسیہ سے واقف ہیں۔ جیسے قلب پر کلام کا اثر انداز ہونا، ماضی حال و مستقبل کی غیب کی خبریں دینا، اور پانی پر چلنا، اور ہوا کو چیرتے ہوئے اڑ جانا، اور زمینی مسافتوں کا طے کرلینا، آنکھوں سے روپوش ہوجانا، بروقت دعا کا قبول ہوجانا، پس عوام ایسی ہی کرامات کو (کرامات) جانتی ہے۔ اور صاحب کرامت ایسے امر سے جس کو اللہ نے علم (صحیح) کے علاوہ (اس کے حق میں) چاہا ہو عوام سے تمیز نہیں پاتا ہے۔ کیونکہ علم صحیح ہی مطلوب (مولا) ہے اور اسی سے (عوام وخواص میں) تمیز واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہل علم اور جاہل لوگ برابر نہیں ہوسکتے۔۔ اور حضرت ابو یزیدؒ سے زمین کی مسافت کے طے کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ (مسافت زمینی کا طئے کرنا) کوئی (بڑی) شئے نہیں ہے کیونکہ بلاشبہ ابلیس ایک آن ہی میں مشرق سے مغرب تک (کی مسافت کو) کاٹ دیتا ہے، پس وہ (زمینی مسافت کا طے کرنا) اللہ کے نزدیک کوئی (خاص) مقام نہیں (رکھتا ہے)۔ پھر (ہوا میں اڑتے ہوئے) ہوا کو پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواباً فرمایا

کہ بلاشبہ پرندہ بھی ہوا کو پھاڑتا ہے، اور مومن (تو) اللہ کے نزدیک جنس پرندہ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، پس (کوئی) کیسے ایسی کرامت کا گمان کرتا ہے جس میں کہ پرندہ اس کا شریک ورفیق ہو۔ پھر ہم جس (کرامت حسی) کا ذکر (بھی) ان سے کئے اسی طرح علت بیان فرمائی۔

اور اب رہا کرامت معنوی پس اس کو اللہ کے بندوں میں سے خاص لوگ ہی جانتے ہیں، اور عوام الناس اس سے بیخبر ہے۔۔اور وہ (کرامت معنوی) علم باللہ ہے اور وہ حاصل نہیں ہوتی بجز قال صحیح کے۔۔۔اور ان کرامات میں شریک نہیں کرتا مگر چنندہ نیک خو اللہ والوں کو۔۔۔۔پس جن کرامات سے اللہ عزت بخشتا ہے ان میں بلند تر چیز خاص طور پر علم ہے۔ کیونکہ دنیا اس کا وطن ہے، اور اُس کے علاوہ جیسے خرق عادات (کرامات) تو دنیا ان کا وطن نہیں ہے۔ اور ان کا کرامت ہونا درست نہ ہوگا سوائے شناخت حق کے فقط تنہا (ورود) خرق عادت سے۔ اور جب وہ بجز عرفان حق کرامت صحیح نہیں ہوسکتی جو کہ علم ہے تو کرامت الٰہیہ وہی ہے جو کہ اللہ عزوجل نے ان کو علم میں سے عطا کیا ہے۔۔۔اور علم کے حصول کے ذرائع بہت ہیں، اور میں (یہاں) علم سے علم باللہ مراد لیتا ہوں۔

اور حدیث میں وارد ہے عبادت کو توحید کافی ہے اور نیک بدلہ کو جنت کافی ہے۔ اور بیشک تم عنقریب اپنے رب کو دیکھ لوگے جس طرح کہ اس کو جانتے ہو۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

علم باللہ، حقیقت وفضیلت:

حضرت شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہٗ در انسان کامل در

فضیلت علم توحید میفرمایند: **واعلم ان ادراک الذات العلیة هو أن تعلم بطریق الکشف الالھی، أنک أیاہ و وھو أیاک، و أن لا حلول و لا أتحاد و أن العبد عبد و الرب رب، لا یصیر العبدُ ربًّا و لا الربُّ عبدًا** [1]

[2]

ای بسا دولت که آید گاه گاه	پیش بی دولت بگردد اُو زِ راہ
ای بسا معشوق کاید ناشناخت	پیش بد بختی نداند عشق باخت
آفتے نبود بہتر از ناشناخت	تو برِ یاری ندانی عشق باخت
یار را اغیار پنداری ہمی	شادی را نام بنہادی غمی

حضرت شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ (اپنی کتاب) ''انسان کامل'' میں فضیلت علم توحید کے (باب) تحت ارشاد فرماتے ہیں: اے (طالب) تو جان کہ ادراکِ ذات جو کہ بہ طریق کشف الٰہی ہو تیرا اس بات کو جان لینا کہ بیشک تو وہی ہے اور وہ تو ہی ہے، اور نہ کچھ (دونوں کے درمیان) حلول و اتحاد ہے، اور بیشک بندہ بندہ ہے اور رب رب ہے، نہ بندہ رب بن گیا اور نہ رب بندہ بنا۔ ؎

(شعر) بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں، بد بخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں، بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے آجاتے ہیں، ایک بد بخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا، کوئی آفت لاعلمی سے بڑی نہیں ہے، تو یار کے پاس ہے اور عشق بازی نہیں جانتا، تو (اپنے) یار کو غیر سمجھ رہا ہے، تو خوش وخرمی کو غم کا نام دیتا ہے۔

---

[1] الانسان الکامل فی معرفة الأواخر و الاوائل، رقم الصفحة 65، الباب الثالث فی الصفة مطلقا، ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

[2] مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر سوم صفحہ نمبر ۲۶۶۔ ناشر، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر سوم صفحہ نمبر ۳۶۱۔ ناشر، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

دریں فضل **سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ مَا الدِّیْنُ؟ قَالَ: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ، ثُمَّ سُئِلَ مَا النَّصِیْحَۃُ؟ قَالَ: اَلنَّصِیْحَۃُ عِلْمٌ صَحِیْحٌ** حاصل نمی شود مگر از قال صحیح و حصول علامت قال آنست کہ مستمع از شنیدن آن از خود و ماسواء حق علی الدوام فانی شود باوجود بقاءو جمیع اضداد اشیاء عین اشیاء پیش او بود باوجود غیریت و نیز او را حال مطلق و وصل مطلق و قرب مطلق و شہود مطلق و مانند آن حاصل باشد این است سماع معنوی کہ حالت دوام را میرساند۔ [1]

بشنوید ای دوستان این داستان	خود حقیقت نقد حال ما ست آن
سر ما از نالۂ ما دور نیست	لیک چشم و گوش را آن نور نیست
این حکایت نیست پیش مرد کار	وصف حال است و حضور یار غار

اسی (علم کی) فضیلت میں (حدیث) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے، پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ: خیر خواہی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ علم صحیح۔ (یہی علم صحیح) حاصل نہیں ہوتا مگر قال صحیح سے، اور قال کے حاصل ہونے کی علامت یہ ہے کہ مستمع (کان ہو یا قلب) اس کے سننے سے خود سے اور ماسواء حق تعالیٰ سے دوامی طور پر فنا ہوجائے باوجود بقا کے، اور تمام اشیاء کے اضداد اس کے نظر کے سامنے عین اشیاء ہوجائے باوجود غیریت کے۔ اور ساتھ ہی اس کو حال مطلق و وصل مطلق وقرب مطلق و شہود مطلق اور اس جیسے کمالات حاصل ہوجائیں۔ اور یہ سماع معنوی ہے [2]۔ کہ جو دائمی حال تک رسائی کرواتا ہے۔ ۔

(شعر) اے دوستو! اس داستان کو سنو!، کہ وہ ہمارے موجودہ حال کی حقیقت

---

[1] مثنوی مولانائے رومؒ، مترجمہ قاضی سجاد حسین صاحب۔ دفتر اول صفحہ نمبر ۳۱، ۳۵۔ دفتر سوم صفحہ نمبر ۱۱۷۔

[2] اس سماع معنوی کے متعلق مزید تفہیم حضرتؒ نے اپنے رسالہ ''سمع وراگ'' میں پیش فرمائی ہے۔ (مترجم)

ہے، میرا راز میرے نالہ سے (کچھ) دور نہیں، مگر (میرے راز کو دیکھنے اور نالہ کو سننے کے لئے) آنکھ اور کان میں وہ نور نہیں، کامدار آدمی کے سامنے یہ حکایت نہیں ہے، ایک حال کا بیان ہے اور دوست کی دربانی ہے۔

وہر قال کہ این احوال ندارد و در آن این نشانیہا نبود آن مقام و قال غیر صحیح است کہ آن قال از قال فانین نیست چنانچہ در غوثیہ **قَالَ لی یا غوث الاعظم ''الاتحاد حال لا یعبر بلسان المقال''**[1] و در ملفوظ شریف حضرت پیر دستگیر خود فرمودہ اند **یا غلام خذ العلم من الفانین و من الحال و لا من المقال** چنانچہ مولوی در مثنوی میفرمایند ؎

ما برون را بنگریم قال را
ما درون را بنگریم حال را

اور ہر وہ قال کہ جو یہ احوال نہیں رکھتا' اور اس میں یہ علامات ونشانیاں نہ ہوں' وہ مقام وقال غیر صحیح ہے۔ کیونکہ وہ قال اہل فنا کا قال نہیں ہے۔ جیسا کہ ''غوثیہ میں ہے: مجھ سے حق تعالیٰ نے فرمایا ''اتحاد و یگانگت ایک حال ہے جسے زبان کی مدد سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا ہے''۔ اور ''ملفوظ شریف'' میں ہے حضرت پیر دستگیرؒ خود فرماتے ہیں کہ: ''اے بیٹے علم کو فانی ہونے والوں سے لو اور (صاحب) حال سے لو نہ کہ فقط (صاحب) قال سے۔ اسی طرح مولوی (رومؒ) مثنوی میں فرماتے ہیں: (شعر) ہم قال کو ظاہر دیکھتے ہیں، اور حال کو باطن و پوشیدہ حقیقت جانتے ہیں۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ آمرکم بثلاثٍ و انھاکم عن ثلاث آمرکم ان تعبدوا اللہ و لا تشرکوا بہ شیئاً و ان تعصموا

---

[1] رسالہ غوث الاعظمؒ المعروف بہ رسالہ غوثیہ۔ ص 10، قول: 15، سنہ اشاعت ماہ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ، اکٹوبر ۱۹۸۷ء، جاری کردہ خانقاہ مخدومیہ فتح دروازہ حیدرآباد

بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا، و تسمعوا و تطیعوا لمن ولاہ اللہ امرکم، و انھکم عن قیل و قال، و کثرۃ السؤال، و اضاعۃ المال۔[1] تمام شد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ) میں تمہیں تین باتوں کا حکم دیتا ہوں اور تین باتوں سے روکتا ہوں، میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم عبادت اللہ کی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور یہ کہ تم اللہ کی رسی کو مل کر تھام لو اور بٹ نہ جاؤ، اور جس کو اللہ نے تم پر نگران بنایا ہے اس کی سنو اور اطاعت کرو، اور میں تمہیں روکتا ہوں قیل و قال یعنی یاوہ گوئی سے، اور کثرت سوال سے اور مال کو بیجا ضائع کر دینے سے۔ (رسالہ) مکمل ہوا۔

بفضل حق سبحانہ و تعالیٰ و تصدق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بتاریخ 16/اپریل 2025ء مطابق 18/شوال المکرم 1446ھ بروز چہار شنبہ (یوم امیر خسرو قدس سرہ العزیز) بحولہ تعالیٰ بتصدق سرور کون و مکاں سید انس و جاں جلوہ فرمائے لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالہ فیض مصنفہ قطب مدراس حضرت عبدالحق مخدوم ساوی رحمہ اللہ العالی کے ترجمہ اردو اختتام پذیر ہوا۔ واللہ الموفق الہادی الی الصواب والیہ المرجع والمآب۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فِيْ بَدْءٍ وَّ فِيْ خَتْمٍ

[1] صحیح ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان البستی، رقم الصفحۃ ۲۲۴، المجلد العاشر، کتاب السیر، باب طاعۃ الائمہ، رقم الحدیث: ۴۵۶۰، ط موسسۃ الرسالۃ ۱۹۹۳ء

نعت شریف

از قلم حقیقت رقم: جامع الفروع والاصول فرد اہل بیت رسول دانائے اسرار خفی وجلی وارث علوم وہبی
حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ مخدوم حسینی حسنی المعروف بہ خواجہ پیر نظامی قدس سرہ السامی
(شیخ الفقہ والاصول و مفتی مدرسہ نظامیہ، وعدالت العالیہ حیدر آباد دکن)

ڈھلی ہے نور کے سانچے میں کیا صورت محمدؐ کی
کہ بے صورت کا دیتی ہے پتہ صورت محمدؐ کی

ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن
ہے چاروں شان سے جلوہ نما صورت محمدؐ کی

خدا کو دیکھنا چاہو تو بس دیکھو محمدؐ کو
کہ ہے آئینۂ اللہ نما صورت محمدؐ کی

محمدؐ کی حقیقت اہل حق نے یوں بیاں کی ہے
کہ چھپ چھپ کر بن آیا خود خدا صورت محمدؐ کی

محمدؐ اور خدا دو نام ہیں شانِ حقیقت کے
منزہ حق مشبہ ہے بجا صورت محمدؐ کی

حقیقی غیر ہیں ہر دو، حقیقی عین ہیں ہر دو
کہ ضدِ شئے ہے عین شئے بجا صورت محمدؐ کی

مسائل صوفیاء کے اہل ظاہر پر نہیں ظاہر
نہیں اہل باطن سے خِفا صورت محمدؐ کی

دلیلِ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کا یہ مطلب ہے
نہ پھینکا تو نے، پھینکا ہے خدا صورت محمدؐ کی

حدیثِ مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ سے ثابت ہے
کہ حق دیکھا جو دیکھا حق نما صورت محمدؐ کی

نبی کی تین صورت بشری، ملکی اور حقی ہے
ہے تینوں شکل سے جلوہ نما صورت محمدؐ کی

خبر راز حقیقت کی نہیں قشری خود بیں کو
وہ خود بینی سے کیا دیکھے بھلا صورت محمدؐ کی

حقائق اور دقائق پیر کامل سے اگر سمجھو
تو ظاہر ہووے حق کیا اور کیا صورت محمدؐ کی

میرے مخدومؔ وخواجہ آپ کا چہرہ ہے وجہ اللہ
جدھر دیکھوں ادھر جلوہ نما صورت محمدؐ کی

کلام عارفانہ

از کلام بلاغت نظام: قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین صاحب مسند ایصال ووصال شاہد ذات ذوالجلال
حضرت ابومحمد سید شاہ مجیب الدین حسینی المتخلص بہ واصلؔ نظامی قدس سرہ السامی
(جانشین وخلیفہ حضرت مفتی سید شاہ مخدوم حسینی خواجہ پیرؒ)

خود تماشہ بن کے تشت از بام ہے
نام میرا مفت میں بد نام ہے

کورِ باطن کے لئے لاکھوں حجاب
دیکھنے والے کو جلوہ عام ہے

کعبہ و بت خانہ میں کس کا ظہور؟
آئینہ جب یار کا ارقام ہے

اس کو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے
میں ہوں بھید اس کا وہ میرا راز ہے

جب نیاز عشق تھا اب ناز ہے
یہ میرے انجام کا آغاز ہے

جان دے دی اس پہ اور زندہ رہے
اپنے مرنے کا نیا انداز ہے

واصلا ہر دم وصالِ یار ہے
اپنے گھر میں غیر کا کیا کام ہے

منقبت در شان عالی مرتبت

حضوری و مرشدی فرید زمان کامل الارشاد جامع الاضداد دانائے اسرار پیدا و نہانی
حضرت ابو محمود الحاج صوفی سید شاہ **مظہر حسینی** صابری مجیبی مخدومی نظامی رحمہ اللہ العالی
(مشیر اعلیٰ عالمی جمعیۃ المشائخ، وسجادہ نشین آستانہ وخانقاہِ صابریہ)

رخ مظہر پہ کیا تنویری جلوہ نمائی ہے
کہیں پر نور احمد ہے کہیں شان خدائی ہے

تمہیں مظہر کہوں مُظہر کہوں ہے کیا فرق اس میں
کہ دونوں شان میں تم سے عیاں شانِ خدائی ہے

نزاہت بے شباہت جلوہ فرما ہو نہیں سکتی
تمہی سے شان حق تک دیدہ ور کی پارَسائی ہے

تمہی میں جلوۂ حق جلوۂ احمد سراپا ہے
تمہی میں اکمل واحسن شبیہ مرتضائی ہے

غلامی آپ کے در کی بڑی ہی بات ہے آقا
کہ مرجع بادشاہی کا تیرے در کی گدائی ہے

غلامِ دو جہاں تھے آپ کے ہونے سے پہلے ہم
اسیرِ حسن جاناں ہوتے ہی سب سے رہائی ہے

نگہ میں آپ کے خادم کی کوئی شہ نہیں بھرتا
عجب شانِ غنا آقا تیرے خادم نے پائی ہے

نظر میں جس کی خاک یار ہے کیا دیکھے وہ ناحق
کہ خاک کوئے جاناں بھی عجب ہی کیمیائی ہے

یہ قسمت بے عنایت ہو نہیں سکتی کبھی راہیؔ
در مظہر پہ جو قسمت تجھے یوں کھینچ لائی ہے

::: پیش کردہ از :::

فقیر سراپا تقصیر مولوی سید ابرار صابری نظامی، حماہ اللہ بلطفہ الحامی

ابن سید شاہ عظیم الدین صابری امین اللہ شاہ شان نورانی چشتی قادری، (خلیفہ ممدوح)

مؤرخہ: ۲۲ رفروری ۲۰۲۴ء م ۱۱ رشعبان المعظم ۱۴۴۵ھ

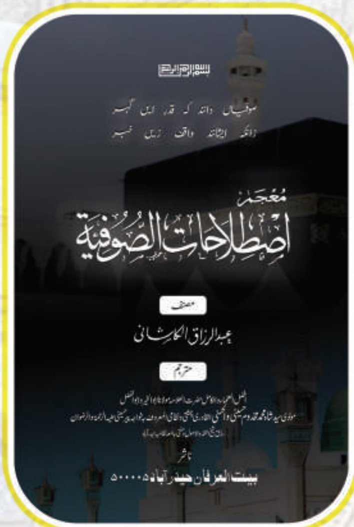
مصادر و مراجع رسالہ

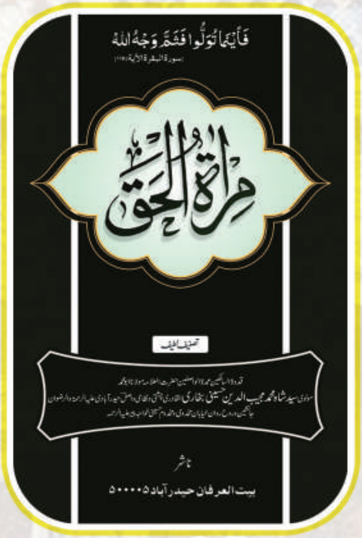
اسماء الکتب	اسماء المؤلفین
القرآن الکریم	منزّل من اللہ تعالیٰ
فتح الباری شرح صحیح البخاری	ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
صحیح ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ
مشکوٰۃ المصابیح	الشیخ ولی الدین التبریزی رحمۃ اللہ علیہ
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ
الفتح الربانی	شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ
الرسالۃ الغوثیۃ	شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ
الفتوحات المکیۃ	محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ
فصوص الحکم	محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ
مثنوی مولانائے رومؒ	مولانا جلال الدین رومؒ رحمۃ اللہ علیہ
گلستان سعدیؒ	سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر والاوائل	عبد الکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ
اشعۃ اللمعات شرح لمعات (فارسی)	عبد الرحمن جامیؒ رحمۃ اللہ علیہ
تکمیل الایمان (فارسی)	عبد الحق الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ

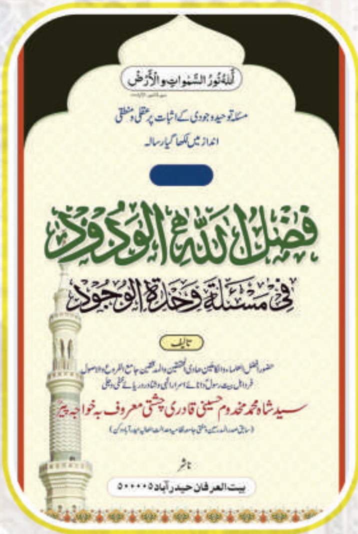
بیت العرفان

کی مطبوعات و منشورات









Publishded by
BAITUL IRFAAN
Hyderabad, Telengana, India, 500005